[illegible]

عراق عرب والعجم

ع٣٠٧١٨

~~١٩٠٠١~~

ع ٣٩٠٣

[illegible]

اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین

سفرنامہ

عراق عرب والعجم

یا

رہبر زائرین

مصنفہ

جناب سید شہباز حسین صاحب کربلائی مشہدی

حسب فرمائش شبیر حسین تاجر کتب ملتان

قیمت ایک روپیہ

اقبال برقی پریس ملتان طبع شد

غلام فرید کاتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام
علیٰ سید المرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین
و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین من یومنا
ھٰذا الیٰ یوم الدین ۵

خدائے برتر کو سب تعریف ہے۔ جو تمام موجودات کا خالق ہے۔ سب سے بڑا بے عیب ہے۔ بے ہمتا قادر غالب ازلی اور ابدی ہے۔ احد اور بے نیاز عادل اور صادق الوعدہ۔ دیدار ترکیب اعضا جسم جہت مکان حلول صورت تغیر اور مجبوری سے پاک اور اس کی صفات اس کی ذات سے علیحدہ نہیں ہے رحیم رحمٰن محسن اور شفیق ہے۔ صاحب اختیار ہی نیک کو نیک اور بد کو بد کا بدلہ دے گا۔ وہ جبراً کسی کو نیکی یا بدی کی طرف نہیں لے جاتا۔ اور جن امور کا کرنا اس پر واجب ہے

وہ ان کو ضرور کرتا ہے۔

انبیاءؑ اور اوصیاءؑ و اولیا انسانوں کی ہدایت رہنمائی کے لئے بھیجنا واجب ہے۔ چنانچہ اسی نے بیشمار انبیاء، اور اوصیا نازل فرمائے۔ لیکن جن پر تمام کمالات اور فضائل کا خاتمہ ہُوا۔ وہ چہاردہ معصوم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذات مبارکہ ہیں۔ یہ چودہ انوار تخلیق موجودات سے ہزارہا سال پہلے خداوند عالم کی تسبیح وتقدیس میں مشغول تھے۔ اور آفرینش کائنات کا باعث یہی چودہ انوار ہیں۔ آدم سے عیسےٰ تک ہر ایک نبیؑ اور وصی نے انہی کے توسل سے طلب حاجت کی ہے۔ اور ان کے مصائب و آلام کا ازالہ انہی کے صدقہ سے ہوا ہے ان کے اسمائے مبارکہ ساق عرش پر ثبت ہیں۔ اور اُن کے انوار قدسی آثار زیارت گاہ ملائکہ ہے۔

یہ چودہ انوار نورانیت کے لحاظ سے آپسمیں ذرہ بھر کمی وبیشی نہیں رکھتے جو جو معجزات تمام انبیاءؑ میں بحالت انفرادی موجود تھے۔ ان میں سے

ہر ایک میں مجموعی حالت میں موجود ہیں۔ ان پر ارضی و سماوی حالات اس طرح ظاہر ہیں۔ جس طرح اُن کے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی عرش فرش کو انہی کی طفیل سے قیام ہے۔ خداوند عالم کو اپنے ذکر اذکار سے ان کا ذکر زیادہ محبوب ہے یہ دنیا میں نعمات تقسیم کرنے والے اور آخرت میں بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے ہیں۔ ان سے بحالت بیداری و بحالت خواب بھول چک کا سرزد ہونا ناممکن ہے یہ اوّل روز پیدائش سے آخر روز انتقال تک طیب و طاہر و معصوم ہیں۔ یہ ماں کے پیٹ میں ہی اتنے عالم اور عارف تھے۔ جتنے بلوغت میں یہ ہر جگہ پر آن واحد میں بفضل حاضر ناظر ہو سکتے ہیں۔ اور ہم کو ہر وقت دیکھتے اور ہماری ہر بات کو سنتے ہیں۔ قضا قدر لوح قلم اور حیات ممات بحکم خدا مختار ہیں۔ گذشتہ و حال و مستقبل سے بفضل خدا آگاہ ہیں۔ ان پر کسی کو فضیلت دینا شرک اور کسی کو ان کے برابر خیال کرنا کفر ہے۔ ان سے ذرہ بھر بغض رکھنے والے

دوزخ واجب ہے۔

صحبت صالح تُرا صالح کند ٭ صحبت طالح تُرا طالح کند

یہ ایک نہایت سچا مقولہ ہے۔ بیشک نیک اور بااخلاق انسانوں کی صحبت سے اچھے آداب اور اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ اور بُری صحبتوں کے اثرات ہمیشہ انسان کی عادات اور اخلاق کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے بزرگانِ دین نے مدارس و تعلیم گاہیں کی بنیادیں قائم کیں اسی واسطے معصومئین کے اقوال اور ان کی صحبتوں کے اثرات قلوب میں روحانیت پیدا کرتے ہیں۔ اور اس میں اس قسم کی قابلیت باقی نہیں رہتی۔ کہ وُہ ملک کی زہریلی ہواؤں سے متاثر ہو سکیں معصومین آئمہ اطہار کی اثرات صحبتوں کے حیات ممات میں یکساں ہیں۔ خواب بیداری ان کی یکساں صورت پر ہے۔ ہم لوگ تمیز نہیں کر سکتے ان لوگوں کا دیکھنا عبادت میں داخل ہے۔

دوسرا جناب سید المرسلین خاتم النبین

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد ہے۔ خصوصیت سے جناب امام رضا غریب الغربا سلطان العرب والعجم شاہِ خراسان صلواۃ اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین کے شان مبارک میں فرماتے ہیں

……………………

من زار ولدی بطوس کانما زار بیت اللہ سبعین مرۃ
یعنی جس شخص نے کہ میرے فرزند علی رضا کی طوس میں زیارت کی۔ تو اُس نے گویا خانہ کعبہ کی ستر مرتبہ زیارت کی۔

اور خود جناب امام رضا کا ارشاد ہے۔

من زارنی علی بعد داری و مزاری اتیتہ یوم القیامۃ فی ثلث مواطن حتیٰ اخلصہ من اہوالہا اذ نظائر الکتب یمیناً و شمالاً و عند الصراط و عند المیزان

یعنی فرمایا جناب نے میں جس شخص باوجود میرے مزار کے بعید ہونے کے میری زیارت کی۔ تو میں بروز

نظائر کتب دوسرے پلصراط اور میزان کے۔ دوسری جگہ جناب فرماتے ہیں۔

من زارنی فی تلک البقعة کان کمن زار رسول اللہ جو شخص میری زیارت سے مشرف ہُوا تو اُس کا ثواب ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی زیارت سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کسی شخص نے امام جواد تقی صلواۃ اللہ علیہما سے دریافت کیا کہ ثواب زیارت امام رضا علیہ السلام کسقدر ہے تو آپ نے فرمایا۔ واللہ اس کی جزا جنت ہے۔ واللہ اس کی جزا جنت ہے۔

یعنی روایت کی محمدؐ ابن سلیمان نے وُہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا جناب امام تقی علیہ الصلوات والسلام سے اس شخص کے بارے میں کہ حجۃ الاسلام کے فرائض کو ادا کر کے مدینہ منورہ میں زیارت حضور سرور عالم کے مشرف ہُوا۔ اس کے بعد زیارت جناب امیر علیہ الصلوات

کی زیارت کی اور آپنے مکان کو واپس چلا گیا۔ آئندہ سال خداوند عالم نے اس کو پھر ایسی ثروت عطا فرمائی۔ کہ وہ دوبارہ حج ادا کر سکے۔ تو حج کرنا اس کے لئے افضل ہے یا زیارت امام رضا ارشاد فرمایا۔ اُس کو چاہیئے۔ میرے باپ کی زیارت بجا لاوے

قال الصادق علیہ السلام یقتل حفدتی بارض خراسان فی مدینۃ یقال لہا طوس من زارہ فیہا عارفاً بحقہ اخذتہ بیدی یوم القیامۃ فادخلتہ الجنۃ وان کان من اہل الکبائر قلت جعلت فداک وما عرفان حقہ قال تعلم انہ امام مفترض الطاعۃ شہید من زارہ عارفاً بحقہ اعطاہ اللہ تعالیٰ اجر سبعین الف شہید ممن اشہد بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علیٰ حقیقۃ

پارہ جگر ارض طوس خراسان میں شہر طوس میں قتل
کیا جاوے گا۔ اور جو شخص اس ارض مقدسہ میں میرے
پارہ جگر کے حق کا عارف ہو کر زیارت کریگا۔ تو بروز
قیامت میں خود اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر اس کو داخل جنت
کرونگا۔ اگرچہ اہل کبائر سے کیوں نہ ہو۔ راوی نے
عرض کیا۔ یا مولا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔
عرفان حق سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ اس امر
کا اقرار کرتا ہو۔ یعنی خداوند کریم کی توحید و پیغمبر کی نبوت
اور امامت کا صدق دل سے اقرار کرتا ہو کہ ان کی اطاعت
واجب ہے۔ اور یہ شہید راہِ خدا ہیں۔ جو شخص اس اقرار
کے ساتھ میرے فرزند کی زیارت کرے۔ تو خداوند عالم
اس کو ستّر ہزار شہید راہ خُدا کے برابر ثواب عطا
فرمائیگا۔ کہ جو حضرت رسالت مآب کے ہمراہ درجہ
شہادت پر فائز ہوئے ہوں۔ ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است

یک طواف مرقد سلطان علی موسیٰ رضاؑ
ہفت ہزار و ہفت صد و ہفتاد حج اکبر است

مشہد مقدس کے فضائل و مناقب کا اظہار کرنا میری عقل کے باہر ہے۔ یہ وہ ارض مقدسہ ہے جسکی پاک و پاکیزہ آغوش میں گلدستہ امامت کے آٹھویں پھول امام غریب الغربا الوعدہ وفا راضی برضا صلوٰت اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں نہایت بابرکت اور مبارک ہیں۔ وہ لوگ اور اس ملک کے باشندے جہاں کی زمین امانت رسول اللہ کی امین قرار پائی ہے کیونکہ اخیری وقت سرور عالم کا ارشاد ہے حدیث الی تارک فیکم الثقین کتاب اللہ وعترتی واہلبیتی وغیرہ۔ یعنی اے مسلمانو میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک تو کتاب اللہ اور دوسری اہلبیتؑ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر تک پہنچ جاویں۔ اگر تم

دونو کے دامن سے وابستہ رہے۔ تو تم بھی ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

حدیث مذکورہ بالا میں اسی امر کی حراصت کردی ہے۔ کہ اہل بیت نبوۃ آپ کی امانت ہیں۔ آپنے دار فانی سے رخصت ہوتے ہوئے اپنی اُمت کو دونو چیزیں سپرد فرمائیں۔ لہذا جو مقام کہ ایسے اعلیٰ اور اشرف شَے کا محل قرار پاوے۔ اور وہ جگہ ایسی گرانقدر اور بیش بہا امانت کی امین سمجھی جاوے پھر اُس کے کمال شرف میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور اُس مقدسہ زمین کے برکات وفیوضات سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ زمین محل نزول رحمت اور زیارت گاہ ملائکہ ہے۔ وہاں سے اہل بیت نبوۃ کے انوار مقدسہ کی شعائیں دور دراز مقامات پر ضیا باری کرتی رہتی ہیں۔ اور وہاں ہمیشہ باب رحمت الٰہی مفتوح رہتا ہے۔ ملائکہ اس استانہ مقدسہ کی

بیان کرتے ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ جس مقام پر اس قدر انوار کا مجمعہ ہو۔ کہ ملائکہ بھی شرف پاسبانی حاصل کرنے آتے ہوں۔ انبیا اوصیا مرسلین وصالحین بھی اپنے اوقات مخصوصہ میں زیارت کرنے کو اپنے لئے باعث نجات اور فخر جانتے ہوں۔ برکات الٰہیا کا نزول بھی ہمیشہ اس بقعہ مبارکہ پر رہتا ہو۔ تو پھر اس مقام کی کیا تعریف توصیف ہو سکتی ہے۔ اور کیا کسی زبان یا قلم میں طاقت ہو سکتی ہے۔ کہ اس فرحت بخش اور دل کشا مقام کی جو اپنی آغوش میں گوہر نبوۃ وامامت لئے ہوئے ہے تعریف کر سکے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ہاں البتہ نور رسالت کو ہی یہ علو مرتبت اور شرف کمال ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اصلی کیفیت کو اس ارض مقدسہ کو بیان کر سکے۔ کیونکہ آپ ہی کے جسم مبارک کا ایک حصہ اس ارض مقدسہ میں مدفون ہے۔ لہذا فرمادیا کہ اس بقعہ نورانی کو زمین کا ایک ٹکڑا اور حصہ خیال نہ کرو۔

جنت میں سے ایک باغ ہے۔ ایک رباعی جو حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ترجمہ ہے۔ اسکی تحریر پر اکتفا کی جاتی ہے۔

رباعی

اے عزیزان این سخن فرمودہ پیغمبر است
نور چشمم در خراسان بے کس و بے یاور است
یک طواف مرقد سلطان دین موسیٰ رضاؑ
ہفت ہزار و ہفت صد و ہفتاد حج اکبرست

سفر عراق و عجم

عراق و خراسان کے سفر کے لئے سب سے بہتر موسم اپریل کا مہینہ ہے۔ اور یہ سب سے اچھا موسم ہند کے لئے ہے۔ اگر پندرہ جون کو نکلے تو بہت مفید ہوگا زائرین صاحبان کو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے شہر یا ضلع سے یا کمشنری سے پاسپورٹ یعنی

حاصل نہ کرلیں۔ اُس وقت تک زیارات مقدسہ کا قصد نہ کریں کیونکہ دزداب یا بمبئی یا کراچی جاکر ازحد تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ آپ جس وقت پاسپورٹ حاصل کریں تو وہ پہلے دیکھ لیں کہ آیا جدہ کا فارم تو نہیں ہے۔ اگر جدہ کا فارم ہو جسکا رنگ آسمانی یا خفیف سبز ہوتا ہے۔ تو اُسے نہ لیں۔ یا لفظ جدہ خارج کراکر لفظ عراق یا عجم اُس فارم پر لکھوالیں۔ عراق پاسپورٹ کا فارم ہر مقام پر سفید ہوتا ہے۔ اکثر مقامات کے زائرین کو کمشنری آفس کے کارندوں نے جدہ کا پاسپورٹ دیدیا ہے۔ اور وہ بچارے بمبئی یا کراچی وغیرہ آئے۔ تو انہیں نہایت درجہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اولاً تو جہاز کا ٹکٹ نہیں ملتا۔ دوسرے یا تو پاسپورٹ ان زائرین کو اپنی کمشنری میں واپس ارجنٹ تار کے ذریعہ تصدیق کرانی پڑتی ہے۔ غرضیکہ یہ جتنی صورتیں میں نے آپکی خدمت میں عرض کی ہیں۔ ان سے زائرین صاحبان کو آگاہ ہونا لازمی اور ضروری ہے

سے ہر ہفتہ کے اتوار کو ڈاک کا جہاز روانہ ہوتا ہے۔ اور جمعرات کے دو اڑھائی بجے شام بصرہ پہنچا دیتا ہے۔ لازم ہے۔ کہ جمعہ کے روز کراچی تشریف فرما ہو جاویں۔ اور بآسانی سے خرید فروخت کر کے جہاز پر اتوار کو سوار ہو سکتے ہیں۔ جہاز سے اترتے ہی ریل گاڑی تیار ہوتی ہے۔ سوار ہو کر دوسرے روز کربلا معلیٰ میں بخیریت پہنچا دیتی ہے۔ راستہ میں اسٹیشنوں پر روٹی انڈا چاء وغیرہ مل جاتی ہے۔

کرایہ جہاز از کراچی تا بصرہ درجہ اول معہ طعام ۱۱للعہ درجہ دوئم معہ طعام مالعہ درجہ سیوئم معہ طعام ہد۸ر۔ درجہ سوئم بغیر طعام ہدسہ ہیں۔

کرایہ ریل گاڑی صرف بصرہ سے کربلا معلےٰ تک عہ۲ر تیسرا درجہ کا ہے۔ بارہ برس سے کم عمر بچوں کیلئے نصف کرایہ ہے۔ تین سال کے بچہ کے لئے کرایہ معاف ہے

بصرہ سے کربلا معلیٰ اور کربلا معلیٰ سے کاظمین وسامرہ ہوتے ہوئے واپسی تا البصرہ درجہ سوئم ربہ

پچاس دن بکار آمد ہو سکتے ہیں۔ اور پچاس کیلوس اسباب بلامحصول ادا کئے ہوئے ساتھ لے جا سکتا ہے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جس وقت آپ کراچی تشریف فرما ہوں۔ تو کراچی سے ہر دو ٹکٹ واپسی یعنی ریل و جہاز حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسی پاس پر کربلا معلیٰ و کاظمین، بغداد و سامرہ واپسی بصرہ تا کراچی سفر کر سکتا ہے۔ جس کی رقم کا اندازہ یکصد روپیہ ہے۔ صرف نجف اشرف موٹر پر سوار ہو کر جانا پڑے گا۔ جس کا کرایہ آمدورفت کربلا معلیٰ سے تا نجف اشرف زیادہ سے زیادہ چار روپیہ تک ہو جاوے گا۔ بعض موقعہ پر آٹھ آنہ سواری بھی لے لیتے ہیں۔

کراچی میں حاجی رحمت اللہ صاحب کی مسجد و امام بارہ و سرائے حسینی خواجگان مشہور جگہ ہے اکثر زوار لوگ اسی امام بارہ میں آکر سرائے حسینی میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ قبلہ سید نور الدین صاحب

رہتا ہے۔ زواروں کو زحمت اُٹھانے نہیں دیتے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب ایک بے نظیر ہمہ صفت موصوف شخصیت کے فرد ہیں۔ زواروں پر مال و جان فدا کرنے پر تیار رہیں۔ خدا ایسے شخصوں کی عمر دراز اور عاقبت بالخیر عطا فرماوے آمین ثم آمین ؛

وزداب و مسافرخانہ انجمن فیض رضویہ

میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ بغیر پاسپورٹ کے ارادہ سفر کو ملتوی کریں۔ جس وقت پاسپورٹ حکومت برطانیہ سے حاصل کریں۔ بعد ازاں دولت ایران کی کونسل جو کہ بمبئی یا کوئٹہ میں مقیم ہیں۔ ان سے تصدیق کرا کر پھر عازم سفر ایران کے ہوں۔ کونسل ایران فی پاسپورٹ مبلغ چھ روپے آٹھ آنہ لے کر پاسپورٹ پر ٹکٹ چسپاں کر کے تصدیق کرتی ہے۔ اور واپس سائل کو دیتی ہے۔

منزل ہے

جہاں نئی طرز معاشرت نئی آب و ہوا اپنا ملک جدید رسم و رواج اجنبی زبان پاسپورٹ کی تنقیح چونگی خانہ کا جھگڑا موٹر کا انتظام سکہ کی تبدیلی غرضیکہ بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شکر ہے خدا کا کہ اس مختصر سے مقام میں ایک نہایت عالیشان مسافر خانہ امام رضا علیہ السلام کے مہمانوں کو اپنے آغوش میں جگہ دینے کے لئے بابو عبد اللہ جان صاحب سکرٹری انجمن فیض رضویہ زائرین کی خدمت کے لئے منتظر نظر آتے ہیں۔

دزداب میں بنک آف پرشیا یا اور کسی جگہ قران و گجریاں ایرانی سکہ سے اپنا روپیہ تبدیل کرلیویں۔ بعد ازاں سواری کا انتظام فرمادیں۔ کرایہ موٹر یا لاری کا مقرر نہیں ہے۔ وقت پر کم بیش ہوتا رہتا ہے۔ اگر اتفاق سے موٹر یا لاری نہیں ہیں۔ تو بسا اوقات فی

عام طور پر مل جاویں تو قریباً چالیس سے تیس روپیہ فی
سواری موٹر اور لاری کا مبلغ تیرہ سے بیس روپیہ
تک فی سواری دینا پڑیگا۔ دزداب سے مشہد مقدس
قریباً چھ سو میل کا سفر ہے۔ اثناء راہ میں قریباً چالیس
فرسخ سخت دشوار راہ ہے۔ اس راہ میں کوسوں خشک
میدان اور صحرا ہیں۔ کہیں پانی نہیں ہے۔ یہ راستہ بالعموم
شب کو موٹر پر طے ہو جاتا ہے۔ موٹر میں اگر کوئی نقصان
پیدا نہ ہو تو کل راہ دزداب سے مشہد مقدس تک تین شبانہ
روز میں طے ہو جاتا ہے۔ اور لاری چوتھے روز پہنچ
جاتی ہے۔

پانی کا مشکیزہ ہر مسافر کے ہمراہ ہونا لازمی
ہے۔ تھوڑا بہت کھانے کا سامان جو کم از کم ایک شب
روز کو کافی ہو۔ رکھنا لازمی ہے۔ باقی راستہ میں انڈا
روٹی مل جاتی ہے۔

موٹر کے سفر کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ سامان

کا کرایہ دینا پڑتا ہے۔ معمول سے سود زیادہ ہو جایا کرتا ہے

دزداب سے مشہد مقدس تک ذیل کے مقامات قابل تذکرہ ہیں۔ دزداب سے حرمق تک ۹ فرسخ ایک فرسخ برابر چار میل کے ہے۔

حرمق سے تکی سرخ تک ۱۴ فرسخ

حرمق سے خودینک تک میدان لوطہ کہلاتا ہے

ایران میں میدان لوطہ اُس میدان کو کہتے ہیں۔ جو بے آب گیاہ ہو۔ تکی سرخ سے سفید آباد مہدی کاریز میں آب شور ملتا ہے

تکی سرخ سے سفید آباد ۶ فرسخ

سفید آباد سے مہدی کاریز ۵ فرسخ

مہدی کاریز سے خونیک ۷ فرسخ

خونیک میں روٹی انڈا وغیرہ کھانے والی اشیاءٔ مل جاتی ہیں۔ آب شیریں و خنک کے چشمہ جاری ہیں۔ سرسبز باغات اکثر پائے گئے ہیں۔

شالامار سے سربیشہ ۶ "

سربیشہ سے مود ۵ "

مود سے برجند ۸ "

برجند سے قائین ۱۸ "

یہ ایک نہایت سرسبز و شاداب مقام ہے اگرچہ آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا مقام نہیں ہے لیکن سرسبزی اور لہلاتے ہوئے سبزہ آب رواں کا منظر دلفریب ہے۔ یہاں زعفران کی پیداوار بکثرت ہے ۔ اونی کپڑا نہایت عمدہ بنتا ہے۔

قائین سے حذری تک ۱۱ فرسخ

حذری سے گونہ آباد تک ۸ فرسخ

اور ان کے خاندان کے لوگ آباد ہیں

گونہ آباد سے تربت حیدری تک ۲۰ فرسخ

تربت حیدری نہایت آباد سرسبز شاداب شہر ہے۔ باغات کی کثرت سے نمونہ بہشت ہے

یہ بی بی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خاص کنیز ہیں

تربت حیدری سے کامے تک ۵ فرسخ
کامے سے شریف آباد تک ۱۱ فرسخ
شریف آباد سے مشہد مقدس تک ۶ فرسخ

تربت حیدری سے جتنے مقابات ہیں۔ وہ نہایت سرسبز وشاداب مقام ہیں۔ مصفا نہریں چل رہی ہیں۔ ان میں ایک مقام کو دوسرے مقام پر فضیلت دینے میں تکلف ہوتا ہے۔ ع

تماشا دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

دزداب سے مشہد مقدس کا فاصلہ بحساب میل حسب ذیل ہے:-

۱	دزداب سے حرتک	۳۷	میل
۲	حر سے سعد آباد	۷۵	؍؍
۳	سعد آباد سے خنک	۵۰	؍؍

۵	شسدت سے سربی	۸۶	〃
۶	سربی سے مود	۲۴	〃
۷	مود سے برجن	۲۴	〃
۸	برجن سے سدہی	۳۴	〃
۹	سدی سے غلین	۲۸	〃
۱۰	غین سے خضری	۳۲	〃
۱۱	خضری سے بیدخ	۲۴	〃
۱۲	بیدخ سے گوناآباد	۳	〃
۱۳	گوناآباد سے مینا	۴۰	〃
۱۴	مینا سے تربت حیدری	۳۲	〃
۱۵	تربت حیدری سے مقام رباط سعید	۴۶	〃
۱۶	رباط سعید سے شریف آباد	۱۸	〃
۱۷	شریف آباد سے مشہد مقدس	۲۴	〃
	میزان کل	۵۷۲	میل

یہ ۵۷۲ میل اگر پانچ دن میں طے کئے جاویں۔ تو بہ آرام تمام اس طرح پر کہ دن کو چلیں۔ اور شب کو استراحت فرماویں۔ اس طرح طے ہو سکتے ہیں۔

۱	دزداب	سے	سعد آباد	۱۱۲	میل
۲	سعد آباد	سے	سربی	۱۳۱	"
۳	سربی	سے	خفری	۱۴۲	"
۴	خفری	سے	تربت حیدری	۹۹	"
۵	تربت حیدری	سے	مشہد مقدس	۸۸	"
			جملہ	۵۷۲	میل

اور اگر شب روز چل کر سفر کریں۔ تو اُس کی منزلیں یوں ہوں گی۔

۱	دزداب	سے	سعد آباد	۱۱۲	میل
۲	سعد آباد	سے	برجن	۱۷۹	"
۳	برجن	سے	مینا	۱۶۱	"
۴	مینا	سے	مشہد مقدس	۱۲۰	"
			جملہ	۵۷۲	میل

کاراستہ ہے۔ اور بہت زبردست چڑھائی ہے۔ ایک پہاڑ پر قبہ زیارت بنا ہوا ہے۔ جہاں بغور دیکھنے پر روضہ اقدس نظر آتا ہے۔ زائرین روضۂ اقدس اس مقام پر پہنچکر زیارت پڑھتے ہیں۔ لیکن اب سڑک کا رخ بدلدیا گیا ہے۔ اور نئی سڑک سے قبہ زیارت بائیں جانب رہ جاتا ہے۔ شہر کے قریب پہنچکر جس وقت روضۂ اقدس ومسجد گوہر شاد کے گنبد نظر آتے ہیں۔ اس وقت جو عالم قلب کا ہوتا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ آتش شوق تیز تر ہو جاتی ہے۔ اور قلب مضطر کی یہ تمنّا ہوتی ہے کہ پر لگ جائیں۔ تاکہ جلد آستان بوسی کا شرف حاصل ہو۔ خداوند عالم ہر مومن کی اس آرزو کو پورا کرے۔

یہ کتاب دیگر کتب مرثیہ جات چیدہ سے چیدہ خوشخط شبیر حسینؑ تاجر کتب ملتان شہر چوکبازار سے طلب فرماویں
تاجران کتب کے لئے نادر موقعہ

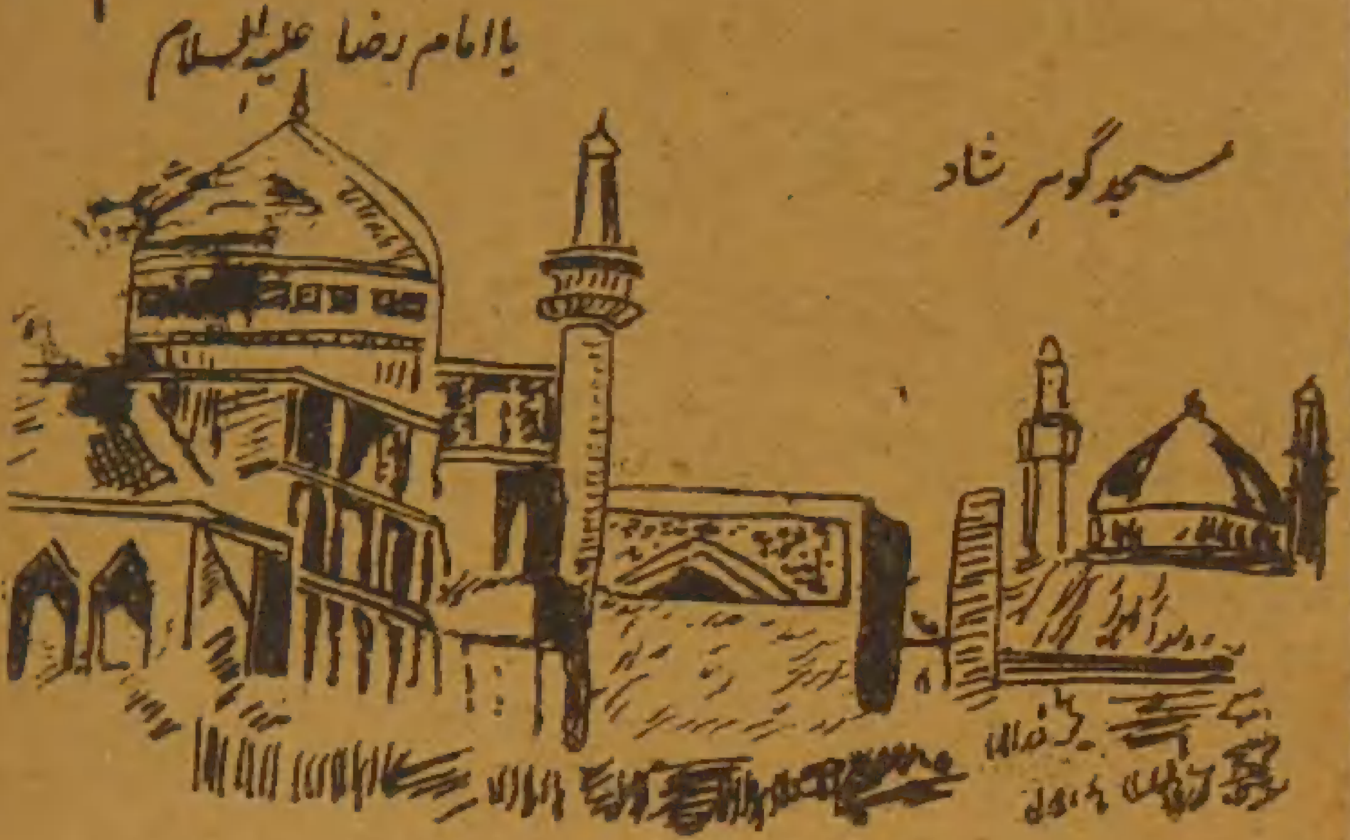
یا امام رضا علیہ السلام
مسجد گوہر شاد

بنائے حرم رضویہ

حرم مقدسہ کی موجودہ عمارت نہایت شاندار اور وسیع ہے۔ میری قلم اور زبان کو طاقت نہیں ہے۔ کہ میں اس مقدسہ عمارت کے متعلق قلم کو اٹھاؤں ۔ اور اس دریا کو کوزہ میں بند کروں۔ کیا طاقت ہے کہ اس بحر بے کنار کی تعریف و توصیف کر سکوں۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس کی تعریف میں رسالتمآب کی حدیث موجود ہے

وقد فن بمدینة بناها العبد الصالح الا
سکندر ذو القرنین بلدة بارض طوس
یقال لها سناباد بضعته منی

یعنی میرے جسم کا ٹکڑا امام علی موسے
رضا علیہ السلام اس شہر میں دفن کیا جاویگا۔ جس کو عبد
صالح سکندر ذو القرنین نے ملک طوس کی زمین پر آباد
کیا تھا۔ جس کا نام سنا آباد رکھا تھا۔

اور دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں

ھٰذا روضة مِن ریاض الجنة

صاحبان! جو باغ جنت کے باغوں میں سے
ہو۔ اس کی تعریف و مدح کیونکر ہو سکتی ہے۔ پہلی حدیث
نبوی سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اس شہر کے بانی
سکندر ذو القرنین ہیں۔ سکندر کی وفات ۳۲۲؁ قبل
مسیح میں واقع ہوئی ہے۔ اس حساب سے بھی اس شہر
کو ۲۲۴۹؁ سال سے زیادہ کا زمانہ گذرتا ہے۔ مابعد

مشہد مقدس آپ کی شہادت کی وجہ سے نام اس شہر کا طوس قرار پایا گیا۔ جواب مشہور معروف ہے۔ طوس اور مشہد مقدس ایک ہی شہر کا نام ہے۔ مشہد مقدس کی زینت اور ترقی ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ کہ جنہون نے ایسی عمارت کی رونق بڑھانے میں کوشش کی۔ اور اس مقام پر عالیشان مقابر کی تعمیر کرائی۔ خصوصاً تیموریہ خاندان نے اپنی اپنی زمانہ میں جو کچھ توجہ اس شہر کی رونق افزونی میں فرمائی۔ وہ کسی صاحب سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن گوہر شاد آغا خانم زوجہ شاہزادہ مرزا شاہ رخ پر امیر تیمور گورگانی کی توجہ ہمارے شیعان اہلبیتؑ اظہار کے واسطے باعث صد شکر ہزار اور امتنان ہونا چاہیئے۔ کہ اس مرحومہ نے جناب کے روضہ منورہ کے ساتھ ایک ایسی عالیشان مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کی تعمیر کرائی۔ کہ جس کا مقابلہ دنیا میں شاید ہو سکتا ہو رونق دیگر شہر مشہد کو دو بالا کر دیا۔ اور مرزا شاہ رخ

لیا تھا۔ چنانچہ نادر شاہ ایرانی نے بھی اس دربار عالیہ
کی عمارت کے متعلق ایک خاص ثواب کا حصہ لیا۔ اور اس
کے بیٹے قلی مرزا نے بھی اپنے عہد حکومت میں اور شاہ
عباس صفوی اول و ثانی اور شاہ سلطان حسین نے
اور خاندان قاچاری فتح علی شاہ و ناصر علی شاہ وغیرہ
وغیرہ خاندانوں نے حصہ ثواب حاصل کیا۔ اور اس
مقام مقدس کی زینت بڑھا کر فرقہ اہل حق کو اپنا ممنون
بنا لیا۔

جناب کے روضہ منورہ یعنی مشہد مقدسہ کے
اردگرد پہاڑ ہے۔ درمیان میں شہر واقع ہے۔ تمام
شہر میں عظیم الشان عمارات یہ روضہ رضویہ ہے۔ ایسا
مقام دنیا میں ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قطعہ جنت
ہے۔ روضہ رضویہ کے تین اطراف میں صحن ہے۔ مشرق
میں صحن جدید شمال میں صحن کہنہ اور جنوب میں مسجد
گوہر شاد خانم البتہ مغرب شہر کی آبادی اور مختلف

میں قبر اطہر جناب امام ضامن ثامن علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اس قبہ مبارکہ کو آئینہ بندی کا کام اور طلائی ونقری کام اور رنگ برنگ کی گلکاری اور اشعار عربی فارسی اس مقدس مقام میں وُہ کیفیت پیدا کر دی ہے۔ کہ جسے دیکھنے والوں کی عقیدتمندانہ نظریں خود بخود اس طرف مائل ہوجاتی ہیں۔ قبہ مبارکہ کا سنہری روپہلی بلند گنبد اور کاشی کام کے طرح طرح کے نمونے اور گلدستہ مینار سنہری یعنے طلائی کام کے جن کی چوٹیاں سر بفلک ہیں دور سے آنے والے زائرین کو اپنے اثر مقناطیسی سے اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

بعض اکثر مقامات پر اندرون بیرون حرم محترم میں آئینہ بندی اور کاشی رنگ اور سنہری و طلائی کام جو سقف پر یا دیواروں پر اپنی جگمگاٹ سے تمام حرم مبارک کو روشن و منور کر رہا ہے۔ دیکھ کر انسان حالت سکتہ میں آجاتا ہے۔ زمین پر سبزی مائل فرش

منوّرہ کی اندرونی وبیرونی دیواروں پر بہترین خوش نویسوں کے لکھے ہوئے قطعے تحریر ہیں۔ جو عام طور سے آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور مدحیہ قصائد اور اشعار پر مشتمل ہیں۔ قبہ مبارکہ کے اندرونی دیواروں پر بہت سے بیش بہا اور قیمتی زیورات جوکہ مختلف اقسام کے جواہرات سے مرصع ہیں شیشے کی الماریوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ جواہر نگار اور طلائی تاج وکلفیاں پیٹیاں اور تلواریں اور پیش قبض وغیرہ دیواروں پر آویزاں ہیں۔ چھت میں کئی سو طلائی مرصع اور غیر مرصع قندیلیں لٹک رہی ہیں۔ جو مختلف اوقات پر لوگوں نے ہدیہ پیش کئے ہوئے ہیں۔ سینکڑوں جھاڑ اور ہزاروں فانوس اور دیگر آلات شیشہ زمانہ قدیم و جدید نہایت قیمتی رنگ برنگ کے آویزاں ہیں۔ جن میں شمع مومی و کافوری روشن کیجاتی ہیں حرم میں برقی روشنی بھی کافی سے کافی ہے۔ شب کے وقت جن کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔

کالینون کا فرش ہے۔ روضہ مقدس کے جانب شمال صحن کہنہ
کے وسط میں ایک حوض نما سنگ مرمر کی سبیل ہے۔ جس کی
چھت طلائی ہے۔ اور ایک سنہری مینار بھی ہے۔ جس کو
نادر شاہ افشار نے تعمیر کرایا تھا۔ اور روضہ منورہ کا سنہری
گنبد اور ایک سنہری مینار شاہ طہماسپ صفوی کا بنایا ہوا
ہے۔ روضہ منوّرہ کے صحن کہنہ کی طرف کچھ عمارت شاہ
عباس صفوی اور امیر شیر علیؒ شیر وزیر اعظم سلطان حسینؒ
باقرا کی تعمیر کردہ ہے۔ صحن کہنہ کے درمیان میں ہو کر ایک
نہر گذرتی ہے۔ جو امیر علیشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ اس
کے علاوہ ایک اور نہر خورد جو آب شیریں کی ہے۔ اس کو
نیر الدولہ سابق گورنر جنرل خراسان نے تعمیر کرایا تھا۔
جس کو قنات مرزا بھی کہتے ہیں۔ صحن کہنہ کا طول ۳۵۰
فٹ اور عرض ۱۸۶ فٹ ہے۔ صحن کہنہ کے صدر دروازہ
پر جو پائین خیابان ہے۔ نوبت خانہ رضویہ ہے۔ جہاں
پانچوں وقت نوبت بجتی ہے۔ اور اس دروازہ پر گھڑی

بنی ہوئی ہے

کہتے ہیں۔ صحن جدید کا طول ۲۱۶ فٹ اور عرض ۱۴۷ فٹ ہے۔ اس صحن کو مرحوم فتح علیشاہ قاچار نے تعمیر کرایا تھا۔ صحن جدید کے عین وسط میں ایک حوض نما سنگ مرمر کی سبیل ہے۔ جس کی چھت طلائی شدہ ہے۔ یہ سلطان ناصر الدین شاہ مرحوم کی یادگار ہے اس صحن کے ملحقہ ایک باورچی خانہ خدام صاحبان کا ہے جہاں چھ صد خدام کا کھانا پکتا ہے۔ اور خادم رضویہ کو تقسیم ہوتا ہے۔ صحن جدید میں روضہ منورہ کی عمارت سے ملا ہوا ۔ جناب کا کتب خانہ پایا گیا ہے۔ جہاں کئی ہزارہا قرآن مجید قلمی جلی قلم والے سنہری روپہلی الماریوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کئی قرآنوں کی بابت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آئمہ اطہار کے لکھے ہوئے ہیں جو دو نو صحنوں کے گرد جو غرفے بنے ہوئے ہیں۔ شب کو برقی روشنی ہوتی ہے۔ جس سے تمام صحن منور ہو جاتا ہے۔ روضہ منورہ کے دس دروازے ہیں۔

اول دار السیادت۔ دوم دار الحفاظ سوم دار السارح۔ چہارم توحید خانہ۔ پنجم گنبد علاوردیخان۔ ششم دار الضیافت۔ ہفتم کوکب خانہ ہشتم مسجد بالائے سر۔ نہم ایوان مسجد گوہر شاد خانم دہم تحویل خانہ۔

انہیں دروازوں کے ذریعہ سے زائرین صاحبان داخل ہوتے ہیں۔ جناب کی قبر مطہر کے اِرد گرد تین ضریح رکھی ہوئی ہیں۔ اول نقری دوم برنجی تیسری فولادی تیار ہے۔ نقری ضریح نہایت بیش بہا قیمتی جواہرات سے مزین ہے۔ دوسری ضریح پر چاندی کا پانی پھرا ہوا ہے۔ تیسری فولادی ہے۔ پائین قبر اطہر کے ایک نقری دروازہ ہے۔ جو ضریح دوئم میں لگا ہوا ہے۔ اور نہایت قیمتی بیش بہا جواہرات سے مرصع ہے جس کو فتح علیشاہ قاچار نے نذر پیش سرکار رضویہ کیا تھا۔ اس دروازہ کو دُر لعل کہتے ہیں۔ ضریح مقدسہ

باشی آستانہ مبارکہ رضویہ کو ہر سال نوروز سے تین یوم قبل دروازہ ضریح کو کھولتے ہیں۔ اور اندر داخل ہوکر گرد غبارہ جمع کرتے ہیں۔ صحن کہنہ سے ہر دو جانب بالائی خیابان و پائین خیابان حرم مقدسہ کی حد بست ہے۔ جس کے اندر غیر مسلم داخل نہیں ہو سکتا۔ اور مسلم اس مقام سے تعظیماً پیادہ گذرتا ہے۔ بست کے اندر رضویہ لنگرخانہ سرکار ہے۔ جہاں کئی ہزارہا غربا و زائرین غریب و امیر کھانا تناول فرماتے ہیں۔ اس سے آگے تھوڑے فاصلہ پر شفاخانہ سرکار رضویہ ہے جہاں زائرین صاحبان و غربا کا مُفت علاج کیا جاتا ہے۔ علاوہ دوا کے غذا اور بستر بھی ملتا ہے۔ اس شفاخانہ کے کل اخراجات حضرت کے خزانہ اقدس سے ہوتے ہیں۔

……

علیہم اجمعین جو شاہان وقت نے کئے ہوئے ہیں

ایک روسی سیاح نے اپنی کتاب مطلع الشمس جو تفصیل اوقاف رضویہ کے متعلق اس نے لکھی ہے۔ اور دوسرا کتاب تمدن خراسان جناب فخر الحاج حاجی نواب سید محمد مسعود الحسن صاحب کربلائی و مشہدی نے تحریر فرمائی ہے۔ ہر دو کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ جس کی عبارت زبان فارسی ذیل میں اندراج ہے۔

اما وقف نامہ اوقاف روضہ رضویہ مقدسہ

از ہمہ وقف نامہ ایست کہ یکے از زائرین حسام الدین نام داشت نوشتہ قریہ احمد آباد وقف کردہ تاریخ آں نہصد و سی وہشت ہجری است و سائر وقف نامہ ہای از اقرار ذیل است۔ دو وقف نامہ درزمان شاہ

صفوی بزرگ۔ ایک وقف نامہ درعہد سلطنت صفی چہار وقف درعہد دولت شاہ سلیمان۔ ہشت وقف نامہ درعہد شاہ سلطان حسین۔ یک وقف دراستیلای افاغنہ از ایران۔ سہ وقف نامہ در زمان نادرشاہ یک وقف نامہ درعہد عادل شاہ۔ یک وقف درعہد سلطنت شاہ رخ افشار۔ نونہ وقف نامہ در سلطنت کریم خاں زند۔ چہار وقف نامہ درعہد شاہ شہید آقا محمد شاہ ہفت۔ وقف نامہ درعصر خاقان مغفور فتح علی شاہ۔ دہ وقف نامہ درعہد شہریار مبرور قاضی محمد شاہ غازی۔ شش وقف نامہ تاکنوں کہ دوازدہ سال از سلطنت اعلیٰ حضرت ناصر الدین شاہ قاچار گذشتہ است۔

اسی صاحب نے کتاب مطلع الشمس میں اوقاف مذکورہ بالا سرکار رضویہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ بالکل درست ہے۔ مگر رسالہ تمدن خراسان کی عبارت سے ثابت

متعدد مدارس تعلیم گاہیں کتب خانے، شفاخانے، مہمان خانے اور یوں بھی وقتاً فوقتاً اوقاف برابر ہوتے رہتے ہیں روسی صاحب کے معلومات سے یہ بھی ثابت ہے کہ اوقاف سرکار رضویہ میں اُن کی آمدنی نو لاکھ تومان سالانہ ہے۔ یعنی بحساب انگریزی ستائیس لاکھ۔ مگر اب صحیح طور تعداد اوقاف رضویہ کا علم دفتر اوقاف رضویہ حکومت ایران سے ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک افسر حکومت ایران کی طرف سے برائے نگرانی دفتر سرکار رضویہ مقرر ہوا ہے۔ دفتر میں کاغذات خرچ آمد کے باقاعدہ بنے ہوئے ہیں۔

شاہ عباس صفوی کے زمانہ میں انتظام روضہ مقدسہ و دفتر اوقاف سرکار عالیہ کے واسطے پانچ افسر مقرر فرمائے تھے۔ جن کو سر کشک باشی کہتے ہیں۔ اور انہیں افسران کی رائے پر حرم مقدسہ کے تمامی امورات انتظامی طے پاتے ہیں۔ سر کشک

باشی ہوتا ہے۔ اور ہر ایک خادم باشی کے ماتحت ڈیڑھ سو خادم ہوتے ہیں۔ جن کے متعلق میں تقریباً تیس فراش ہوتے ہیں۔ جو حرم کی صفائی کا انتظام کرتے ہیں۔ ہر خادم کو پانسو من تبریزی گندم اور تین تومان سالانہ ملتا ہے۔ جو بحساب انگریز تین آثار کا من ہے۔ فی تومان بحساب انگریزی قریباً تین روپیہ کے ہوتا ہے۔ اور فراش کو ڈیڑھ سو من تبریزی گندم اور قران بحساب انگریزی اور پندرہ قران سالانہ دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح دربان باشی پانچ ہوتے ہیں۔ اور ان کے ماتحتی میں تقریباً ایک سو چالیس دربان ہیں۔ جو پانچ کشک پر منقسم ہیں جن کے متعلق حرم مقدسہ کے دروازوں کا کام مقرر ہے ہر دربان کے ایک نشان نقری جو اس کے سر کی ٹوپی پر لگا ہوتا ہے۔ جو اس کے فرائض کا پتہ دیتا ہے۔ اکثر ان میں سے عصا بردار ہیں۔ جو نقری عصا لئے ہوئے دروازہ پر کھڑے رہتے ہیں۔ اور روضہ مقدسہ میں

بذریعہ قرآن خوانی
کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی ملازم ہیں۔ جو اپنا اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ ان ملازمین کے اعلیٰ افسر سرکشک باشی ہوتے ہیں۔ حرم مقدس اور اوقاف سرکار کے متولی اعلیٰ شہنشاہ ایران ہوتے ہیں۔ یہ بحیثیت متولی کے ہوتے ہیں۔ اوقاف کی آمدنی کا دسواں حصہ بادشاہ کو دیا جاتا ہے۔ متولی باشی کی سکونت کے واسطے ایک عمدہ مکان بالائی خیابان اوقاف کی آمدنی سے بنوایا ہوا ہے۔ روضہ رضویہ کے جملہ امور انتظامی کے افسر متولی باشی ہوتے ہیں۔ اور اُس کی ماتحتی میں چند دیگر کارکن جو سلطنت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کا خطاب منصور التولیہ و شجاع التولیہ ہوتا ہے۔ چونکہ ناصر الدّین شاہ ایرانی کے بعد یہ دستور قائم ہو گیا تھا کہ جس نے بیس ہزار تمن بادشاہ وقت کو نذرانہ دیا۔ وہی مشہد اقدس کے اوقاف کا متولی باشی بنا دیا گیا۔ اسی لئے متولی باشی کے دل میں قدرتاً سب سے پہلے

طرح اوقاف کے خزانہ سے وصول کر لی جاوے۔ اس وجہ سے فقرا اور مساکین و محتاجین زائرین ہمیشہ متولی باشی اور اُن کے ماتحتوں کے شاکی رہتے تھے۔ اور افسران وقف ایک بڑی رقم کو سالانہ۔ اپنے ذاتی صرف میں خرچ کر ڈالتے تھے۔ اب سال گذشتہ حضور شہنشاہ کج کلاہ شاہ رضا خاں پہلوی خلد اللہ ملکہ نے ایک فوجی افسر کو اوقاف کے دفتر پر برائے نگرانی مقرر فرما دیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ متولی باشی وقف کی آمدنی کو صحیح طور پر مصارف میں خرچ کریں گے۔ یہ آمدنی مختلف خیراتی کاموں میں مثلاً مدارس شفا خانہ فُقرا مساکین اور زائرین کی اعانت میں صرف کی جاتی ہے۔ لیکن آج کل محتاج و غربا کے تقسیم کرنے میں سخت دقت ہے۔ کیونکہ ایک تو متولی باشی کو چک بنانے میں دو دو ماہ صرف

روضہ رضویہ کی آمدنی دفن اموات کے ذریعہ سے بھی ہوتی ہے جسکی رقم کا اندازہ حسب ذیل ہے

روضہ سرکار رضویہ کے رواق وایوان طلائی ہیں۔ دفن ہونے کے واسطے پانسو تومان مقرر فرمائے ہیں باہر صحن اقدس میں دفن اموات کے واسطے یکصد تومان مقرر ہیں۔ اسی وجہ سے ان مقامات مقدسہ پر کثرت سے قبور ہو گئے ہیں۔ حرم مقدسہ میں جب دفن کے واسطے جگہ نہیں ملتی۔ تو پرانی قبور کی ہڈیاں جمع کر کے باہر قبرستان میں دفن کر دیتے ہیں۔ نہیں معلوم یہ امر شرعی حیثیت میں کہاں تک درست اور جائز ہے۔

مشہد مقدّس کے دروازے

اوّل دروازہ نوقان ۔ دوم دروازہ پائین خیابان

ہشتم توپ خانہ۔ مشہد مقدس آبادی کے لحاظ سے کافی شہر ہے۔ مردم شماری موجودہ ایک لاکھ کے قریب پائی گئی ہے۔

مشہد مقدس کی دیگر زیارات جناب
خواجہ ربیع ابن خثیم علیہ الرحمۃ

یہ بزرگوار بڑے پایہ کے اولیاء اللہ اور علم باعمل اور جناب امیر علیہ السلام کے خاص اصحاب کبار میں سے ہیں۔ ان کی زیارت جناب امیرؑ کی زیارت ہے خود جناب امام رضاؑ کا ارشاد ہے۔ کہ ملک خراسان میں صرف شوق زیارت ربیع ابن خثیم کھینچکر لایا ہے مورخہ سنہ ٦١ھ میں آپ کی وفات ہے۔ آپکا مزار پرانوار ایک فرسخ کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔

زیارت خواجہ ابوصلت ہروی

صلوات اللہ و السلام علیہ کے ہیں۔ اپ کی مزار مقدسہ مشہد مقدسہ سے جانب جنوب ہے۔

زیارت جناب شیخ طبرسی علیہ الرحمتہ

آپ کی ذات مبارک علم و فضل میں کامل و اکمل تھی۔ فقہ حدیث و علم تفسیر و علم لغت میں بے نظیر تھے تفسیر مجمع البیان آپکی تالیفات سے ہے۔ اسم مبارک امین الدین ابو علی فضل ابن حسن ابن فضل ہے

زیارت جناب شیخ بہاؤ الدین عاملی علیہ الرحمتہ

زمانہ شاہ عباس صفوی میں آپ بڑے زبردست عالم گذرے ہیں۔ آپ کی ولادت شہر بعلبک سنہ ۹۵۳ھ میں واقعہ ہوئی ہے۔ تاریخ رحلت ۱۰ شوال سنہ ۱۰۳۱ھ مقام اصفہان میں واقع ہوئی۔ اور حسب وصیت آپ کا تابوت مشہد مقدس میں لاکر حرم میں دفن کیا گیا۔ اور ایک

تصانیف کثرت سے ہیں۔ جامع عباسی عروق الوثقی عین الحیات۔ حبل المتین۔ مفتاح الفلاح۔ زبدۃ الاصول وغیرہ وغیرہ بہت سی تالیفات ہیں۔ آپ کا میلان طبع تصوف اور فقر اور سیاحی کی طرف زیادہ تھا۔

زیارت مولانا سید محمد معروف بالتقصیر

آپ کا شجرہ نسب امام رضا صلواۃ اللہ علیہ کو ملتا ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں بے بدل عالم اور مجتہدین عظام میں آپ کا شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کی تصنیف کثرت سے ہیں۔ آپ کامل اور عالم باعمل اپنے زمانہ میں تھے۔ آپ مسجد رضویہ میں دفن کئے گئے۔

مقام قتل گاہ

پشت صحن کہنہ کی طرف شمال میں ایک وسیع

پر شہر کے سادات بنی فاطمہ و علمائے عظام کی قبریں ہیں۔ یہ وُہ قطعہ زمین ہے۔ جو خود جناب امام رضاؑ نے خرید کیا تھا۔ اور وقف فرمادیا۔ اس قبرستان میں ایک حجرہ ہے۔ جس کے اندر سنگ محک و سنگ معصود و سنگ مراد رکھا ہوا ہے۔ یہ تینوں نام اسس پتھر کے ہیں۔ جسکو امامؑ نے بوجہ شدت کرب اپنے شکم مبارک پر مس کیا تھا اور ایک سنگ سفید بھی اسی حجرے کی دیوار پر نصب ہے۔ جس پر جناب علی علیہ السلام کے پائے مبارک کا نشان ہے۔ اس قبرستان میں ایک اور حجرہ ہے جسکو پیر پالان کہتے ہیں۔ وہاں بھی چند بزرگوار کی زیارت گاہیں ہیں۔ علمائے دین اور سادات بنی فاطمہ کی ہیں۔

لنگر خانہ سرکار رضویہ

لنگر خانہ میں تمامی خدام و متولیان صاحبان جو سرکار عالیہ کے دربار اقدس میں رہتے ہیں۔ کھانا دو وقت

صاحبان ادنیٰ اور اعلیٰ کو دیا جاتا تھا۔ کسی قسم کی زائرین کو دقت نہ تھی۔ اب زائرین کو تین دن کھانا دیا جاتا ہے کھانا پُر تکلف پلاؤ گوشت دو تین قسم کا سادہ سبزی دار عمدہ مرغن پکا ہوا ہوتا ہے۔ اور ساتھ خمیرہ روٹی ہوتی ہے مگر آجکل زیادہ تر خوشامدانہ برتاؤ دیکھنے میں آیا ہے۔ منتظم لنگریان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں۔ عمل میں لاتے ہیں۔ بندہ نے خود بھی کھایا ہے۔ اور دیکھا گیا ہے۔ کہ قریباً ایکہزار آدمی کھانا تناول فرما رہے تھے۔ علاوہ خادمان سرکار عالیہ جو قریباً چھ سات سو کے کھانا وہاں کھاتا ہے۔ قریباً ایک بجے دن کے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوتا ہے۔ پہلے دو تین واعظین متواتر وعظ فرماتے ہیں۔ بعد اُس کے کھانا تقسیم ہونا شروع ہو جاتا ہے غرضیکہ جو کام دیکھا گیا ہے شہنشاہی دیکھا گیا ہے۔ کیوں نہ ہو شہنشاہ عرب والعجم کی سرکار

حوادثات دربار عالیہ رضویہ مشہد مقدّس

دربار رضویہ جواب موجودہ اظہر من الشمس ہے قبل شہادت حضور پُرنور کے اسی مقام پر مامون رشید ملعون نے اپنے باپ ہارون ملعون کی قبر پر قبہ تعمیر کرایا تھا۔ بعد ازاں اسی قبہ میں جناب کی ذات بابرکات دفن کئے گئے ہیں۔ بعد ازاں عہدِ حکومت امیر سبکتگین نے بوجہ تعصب مذہبی دربار عالیہ رضویہ کو مسمار اور منہدم کرا دیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے مورد لعن اور اپنا نام دشمنانِ آل عبا کی فہرست میں اندراج کرالیا۔ اس ملعون نے اپنے خیال میں نام نشان تک باقی نہ رکھا اور عرصہ تک قبر مبارک اسی حالت میں رہی۔ دشمنان آل رسولؐ کے خوف سے کسی کو دوبارہ قبہ رضویہ کی تعمیر کرانے میں ہمت نہ ہوئی زائرین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا رہا۔ بعد ازاں اس کے بیٹے سلطان محمود غزنوی

حالانکہ اس کے باپ ملعون نے مسمار کر دیا تھا۔ تاریخ
کامل کے حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ محمود غزنوی کو درمیان
خواب کے جناب امیر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ فرمایا
اے محمود میرے فرزند رضاؑ غریب کے قبہ کو درست کرا
یہ خواب دیکھ کر تنبہ ہوا۔ اور جناب کے روضہ منورہ کی
تعمیر شروع کر دی گئی۔ بعد ازاں عرصہ کے بعد پھر زمانہ نے
کروٹ بدلا۔ اور دنیا پر دشمنان آلِ رسول کا دور دورہ ہو
گیا۔ تو ۱۱ھ میں سلطان غوری نے حرم کی عمارت کو
مسمار اور ویران کر دیا۔ اور اپنا نمبر بنی عباس سے بڑھا لیا
اور تمام عوالم کے مومنین کو خون کے آنسو رلایا۔ بعد ازاں
تھوڑے عرصہ کے بعد ۵۱۵ھ میں سلطان سنجر سلجوقی
نے ابو طاہر قمی کے ذریعہ سے جو نہایت پرہیزگار اور دیانتدار
افسر تھا۔ اس قبہ نورانی کو تیار کرایا گیا۔ اور مومنین کو
اپنا ممنون احسان بنا لیا۔ بعد ازاں مدت کے پھر نہایت
بے دردی سے چنگیز خاں نے اس عمارت کو منہدم کر دیا

چوتھی مرتبہ خاندانِ مغلیہ میں سے جو پہلا بادشاہ محب خاندانِ نبوت کا گذرا ہے۔ سلطان محمد الجائیتو بہادر خاں عرف خدابندہ اس بزرگوار نے اپنے عہدِ حکومت میں اس مقدس مقام کو پہلے سے بھی زیادہ شاندار اور دوبالا کردیا۔ مابعد سلاطین صفویہ شاہ عباس صفوی و خاندان قاچاری نے دربار عالیہ کی ترقی کی طرف پورے طور مائل رہے۔ اور حصہ ثواب اس کارخیر سے حاصل کرتے رہے۔

مابعد بہت عرصہ بعید کے روسیوں نے ۳۰ر مارچ سنہ ۱۹۱۲ء و ۱۰ر ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ میں وحشیانہ افعال کے مرتکب ہوئے۔ جو انسانیت اور تہذیب کے برخلاف تھا۔ مقدس مقامات رضویہ پر سخت گولہ باری کی جسمیں حرم اقدس کی عمارات کو نقصان پیدا ہوگیا۔ اور اس فعل وحشیانہ نے تمام دنیا میں ہلچل ڈال دی۔ اور اسلام کو خون کے آنسو سے رونا پڑا۔ اور پھر وہی خاندان عباسیوں

جواب موجودہ زمانہ میں اظہر من الشمس ہے۔ حرم رضویہ کے حدود بست پر پھاٹک لگے ہوئے ہیں۔ یہ حدود بست بالا خیابان و پائین خیابان دروازے لگے ہوئے ہیں۔ جو شخص ملزم چاہیے کسی جرم کا مستوجب ہو گورنمنٹ ایران اس حدود کے اندر گرفتار نہیں کر سکتی۔ حد بست پر زنجیریں لٹکی ہوئی ہیں۔ اور اس حدود کے اندر غیر مسلم بھی داخل نہیں ہو سکتا۔

شہر سبزوار

شہر سبزوار ایک سابقہ زملنے کی آبادی سے پایا گیا۔ کیونکہ اس جگہ بہت سے امام زادوں کی مزاریں کی مزاریں پائی گئی ہیں۔ باہر شہر کے اکثر مقابر ہیں۔ جن کے نام و نشان سے کوئی پتہ نہیں چلتا۔ صرف وہاں کے ساکنان

جو دور دراز سے نظر آتا ہے۔ اور اس میں ایک مقبرہ پایا گیا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ امام زادے امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتہ کی مزار مقدس ہے۔ ہم نام سے واقف نہیں ہیں۔

مقام قدم گاہ

یہ مقام مقدس قدم گاہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ جناب امام رضاؑ الوعدہ وفا غریب الغربا صلواۃ اللہ والسلام علیہ کا قدم مبارک ایک سیاہ پتھر پر لگا ہوا ہے۔ اور روضہ منورہ کی اندرونی دیوار پر چسپان ہے۔ اکثر زوار برائے زیارت آتے جاتے ہیں۔ نہایت عالیشان عمارت مقبرہ کی اور سرسبز صحن کی پائی گئی ہے۔ مقبرہ کے گنبد کا رنگ سبز شدہ ہے۔ سرسبز صحن میں حوض اور باغ ہیں

کی چیزیں دستیاب ہوتی ہیں۔ میوہ جات نہایت کثرت سے پائے گئے ہیں۔ مشہد مقدس سے قریباً دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور مشہد مقدس سے سبزوار چار پانچ منزل ہے۔

تربت حیدری

تربت حیدری یہ مقام قریباً یک صد میل انگریزی مشہد مقدس سے واقع ہے۔ یہاں ایک پاک دامن بی بی کا مناظرہ مذہب حقہ، پر ہارون نے کرایا تھا۔ اور اس بی بی نے مذہب حقہ، کو روبرو چار سو عالم کے مذہب کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرکے دکھلایا تھا۔ کہ صراط المستقیم یہ ہے۔ اس مناظرہ کے بحث میں تمامی عرب عراق کے علماء و فضلا عاجز اور مغلوب ہوگئے تھے۔

مزار مقدسہ پر پختہ قبہ سادہ بنا ہوا ہے۔ اوپر پہاڑ کے واقع ہے۔

اب مورخہ یکم شوال ۱۳۲۷ھ میں مسمی حاجی محمد قلی ولد حاجی ہادی نے خراب شدہ عمارات کو درست کرایا ہے۔ اندرون روضہ کے دو عدد مزاریں اور صاحبان کی ہیں۔ جو ایک تو مجتہد صاحب کی ہے۔ اور دوسری کسی زوّار کی ہے یا اور کسی صاحب کی ہے۔

مشہد مقدس کی پیداوار

خراسان کا ملک ایک بڑا وسیع ملک بتایا جاتا ہے۔ بوجہ پہاڑی ہونے کے غیر آباد بھی پایا گیا ہے۔ لیکن جو حصہ آباد ہیں۔ اور جہاں قدرتی یا دیگر وسائل سے آبپاشی ہوتی ہے۔ اس جگہ کی پیداوار کی کثرت ہندوستان پنجاب سے کم نہیں ہوتی

جو - گندم - نخود - کپاس - تمباکو - پوست ہر قسم کی سبزی وغیرہ کی کاشت بخوبی ہوتی ہے دیہات وقصبات اور شہروں میں آبادی کے قریب کی زمینوں میں ترکاریاں ہر قسم کی تیار ہوتی ہیں سبزی ترکاری نشوونما میں بمقابلہ دیگر ملکوں کے برتر ہوتی ہے آم، کھجور برفانی علاقوں میں نہیں ہوتا۔ لیمو نارنگی بھی کم ہوتا ہے۔ مشہد مقدس کے اردگرد نواح کے باغوں میں کئی قسم کے سیب، ناشپاتی، ناخ، گلابی بگو گوشتہ، آڑو، زرد آلو، آلوچہ، شفتالو، توت، شہتوت چیری، انار، بی خیار، خربوزہ، تربوز، گوجہ، آلو بخارا انبی، بادام غرضیکہ ہر اقسام کا میوہ کثرت سے ہوتا ہے انگور کی بہت قسمیں ہیں۔ ایک قسم انگور میں دانہ بالکل نہیں ہوتا۔ ایک قسم کا خربوزہ دیکھنے میں آیا۔ جس کو ذوالفقار بولتے ہیں۔ نہایت شیریں اور مزیدار پایا گیا۔ ایسا خربوزہ شاید کسی ملک میں پیدا ہوتا ہوگا۔ بعض

ہیں۔ لوگ کنوؤں پر چرسوں سے پانی نکال کر باغوں کھیتوں کی آبپاشی کرتے ہیں۔

مشہد مقدس کے راستے

یوں تو مشہد مقدس کے ہر چہار اطراف راستہ ہیں۔ جن سے ایرانی وغیرہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ مگر ہندوستانی پنجابی زائرین صاحبان کے واسطے جو راستہ حسب ذیل ہیں مفید ہیں۔

اول کابل سے ہرات ہوکر۔ دوئم کوئٹہ سے چمن ہوکر۔ سیوم کوئٹہ سے براستہ نوشکی دزدآب ہوکر۔ چہارم بندر ابوشہر براستہ طہران۔ پانچواں بغداد کاظمین شریفین براستہ کرمان شاہ و طہران ہوکر موجودہ زمانہ میں دو راستہ ہندوستانی صاحبان کو مفید ہیں۔ اور کم خرچ ہیں۔

اول ہندوستان سے کوئٹہ اور کوئٹہ

مسافت قریباً ۰۵۵ میل انگریزی ہے۔ اثناء راہ میں منزلیں اول سفید آباد دوسرے مقام شست تیسرے برجند۔ چوتھی قائین یا خذری۔ پانچویں تربت حیدری۔ چھٹی مشہد مقدس۔ کرایہ کا تحریر میں لانا فضول ہے۔ مقرر نہیں ہے۔ وقت پر کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ اس راستہ میں گھوڑا گاری بھی چلتی ہے جو ایک ماہ تک پہنچا دیتی ہے۔ کرایہ اندازاً مبلغ تیس روپے سے چالیس روپیہ ہوتا ہے۔ وہ بھی وقت پر کم بیش ہوتا رہتا ہے۔ کرایہ موٹر کا پچاس سے تیس روپیہ لاری کا تیرہ سے بیس روپیہ تک ہوتا ہے۔

مشہد مقدس کا راستہ جو کاظمین شریفین سے ہے۔ اس راستہ سے مشہد مقدس قریباً بارہ سو میل انگریزی کا ہے۔ بذریعہ موٹر یا لاری منزلیں یہ ہیں۔ اول بغداد یا کاظمین شریفین سے بذریعہ ریل یا خانقین دوئم قصر شیرین تیسرہ کرمان شاہ چہارم

تہران براستہ سمنان و شاہرود ہفتم سبزوار براستہ نیشاپور و قدم گاہ ہشتم مشہد مقدس

خانقین قصر شیرین

کاظمین علیہ السلام سے روانہ ہو کر اسٹیشن باب المعظم مشرقی بغداد پر پہنچے۔ رات کے نو بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر خانقین میں پہنچے۔ یہ مسافت قریباً دو صد میل انگریزی کے ہے کرایہ فی کس تھرڈ کلاس تین روپے سات آنے ہے۔ صبح چھ بجے گاڑی وہاں پہنچ گئی۔ خانقین نہایت عمدہ آبادی بازار خرید فروخت کافی اور پُر رونق ہیں۔ انگریزوں نے چھاؤنی ڈالی ہوئی ہے۔ انگریزوں اور ایرانیوں کی حد و حد بہت ہی پہاڑی علاقہ ہے۔ تمام پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ خانقین سے سوار ہو کر مقام قصر شیریں میں پہنچے۔ جو قریباً بیس میل کا فاصلہ ہے۔ کرایہ موٹر لاری فی کس دو روپیہ دیا گیا

یہ قصر شیریں نہایت

وہ نہر جو فرہاد نے پہاڑیوں کو کٹ کر تیار کی تھی۔ وہی نہر زیر قصر شیریں اب بھی جاری ہے۔ مسافر خانہ یعنی سرائے برائے مسافران تیار ہے۔ موٹروں کا اسی سرائے میں قیام ہوتا ہے۔ زواروں کی آمدرفت کی جگہ ہے۔ حکومت ایرانی پاسپورٹ کا ملاحظہ کرتی ہے۔ خانقین و قصر شیرین کے درمیان انگریزوں اور ایرانیوں کے افسر موجود رہتے ہیں۔ پاسپورٹ اور اسباب کا ہردو حکومت ملاحظہ کرتی ہے بغداد میں حکومت انگریزی کمشنری میں سرکاری سی آئی ڈی والے پاسپورٹ پر ٹکٹ لگا دیتے ہیں۔ جو پانچ روپیہ تک ہوتا ہے۔ بعد ازاں ایرانی حکومت پانچ روپیہ دس آنہ کا ٹکٹ پاسپورٹ پر لگاتی ہے۔ قبل اس کے ڈاکٹر کا سرٹیفکٹ حاصل کرنا پڑتا ہے۔

پاسپورٹ ویرچی ڈاکٹر ہردو حکومت معائنہ کرتی ہے۔ اسباب وغیرہ کی تلاشی ہردو حکومت کرتی ہے

مذہب کے لوگ اہل شیعہ ہیں۔ انگریزی لباس کو اکثر مرد اور عورت پسند سمجھتے ہیں۔

مقام کرن

قصر شیرن سے روانہ ہوکر شہر کرن میں پہنچے۔ کرن پہاڑی کے دامن میں آباد ہے۔ نہایت آباد ہے باغات کثرت سے پائے گئے ہیں۔ اس جگہ کے باشندے اکثر علی الہٰی ہیں۔ کچھ حصہ اہل تشیعہ ہیں۔ آپس میں لڑائی کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر کفر کے فتویٰ لگاتے رہتے ہیں۔

مقام کرمان شاہ

قصر شیریں سے کرمان شاہ یکصد میل انگریزی کی مسافت ہے۔ بہت بڑا شہر آباد ہے۔ اکثر لوگ تجارت پیشہ ہیں۔ اہل شیعہ و اہل سنت و نصارے و یہودی

اور سقف شدہ ہیں۔ باغات کثرت سے ہیں۔ پُرانی عمارتیں ہیں۔ نہایت اعلیٰ ہیں۔ شہر میں ایک بڑی عالیشان مسجد پرانہ زمانہ کی بنائی گئی ہے۔ مسجد کے ملحقہ ایک پرانی طرز کی کوٹھی ہے۔ اس میں حکومت کا قبضہ ہے۔ حاکم وقت اجلاس کرتا ہے۔ جامع مسجد اور کوٹھی کے ایک بازار بہت فراخ بغیر سقف کے تیار شدہ ہے۔ نہایت بارونق اور خرید فروخت کا سامان ہر طرح کا مہیا ہے۔ مسجد کے آگے بازار میں ایک نہایت عمدہ پانی کا تالاب اور اوپر سایہ دار درخت اور ہوٹل کی دوکانیں ہیں۔ اس شہر میں جناب صفی الدین آدم و تقی الدین احمدؒ صاحب کی مزار کی بابت بندہ نے بہت تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ لگا۔ آخر کار ایک مجتہد صاحب سے یہ پتہ لگا۔ کہ جناب صفی الدین آدم و تقی الدین احمدؒ صاحب کا جو پتہ دیتے ہیں۔ کہ وہ فلاں زمانہ میں گذرے وہ بالکل درست ہے۔ ان کی مزار مقدسہ ہر دو صاحبونکی شہر کرمان میں ہے۔ اور اُن صاحبوں کا مقبرہ ہے۔

ہے۔ آپ کو مغالطہ لگ گیا ہے۔ اور شہر کرمان مشہد مقدسہ سے نو سو میل انگریزی کا فاصلہ ہے۔ روسیوں کا حدلبت ہے۔

زیارت جناب معصومہ قم صلوات اللہ و شہزادہ عبد العظیم نور دیدہ جناب امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام

کرمان شاہ سے روانہ ہو کر شہر طہران جو دار الخلافہ کی جگہ ہے پہنچے۔ کرایہ فی کس چھ تمن لاری کا ادا کیا گیا اثنا راہ میں ہر دو صاحبوں کی زیارت آتی ہے۔ معصومہ قم یہ شہر قم کے نام سے مشہور معروف ہے۔ نہایت آباد شہر ہے۔ جناب معصومہ کی مزار مقدسہ کی وجہ سے بہت مشہور جگہ ہے۔ آپ کا شجرہ نسب معصومہ قم یعنی فاطمہ بنت موسیٰ ابن جعفر علیہ الصلوات والسلام سے ملتا ہے اور معصومہ جناب رضا غریب الغربا کی حقیقی ہمشیرہ ہیں اور پھوپھی جناب تقی علیہ الصلوات والسلام کی ہیں۔ اور شہر طہران کے ایک فرسخ کے فاصلہ پر جناب شہزادہ عبد العظیم

صاحب ابن سید عبد اللہ ابن سید علی ابن ولید بن
امام المشرقین والمغربین جناب حسن علیہ الصلواۃ والسلام
ہیں۔ آپ کا مزار مقدس ایک نہایت عالیشان عمارت
ہے۔ بہت عمدہ شہر ہے۔ نہایت گنجان آبادی ہے۔
باغات کثرت سے ہیں۔ پانی کے نلے گھر گھر چل رہے ہیں
روضہ منورہ کا گنبد اور مینار طلائی تیار شدہ ہیں۔ اور
نہایت نفیس کام ہوا ہوا ہے۔ اندرون حضور کی ضریح
مقدسہ نقری نہایت نفیس اور اعلیٰ درجہ کی تیار ہے
دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اوپر اُس کے اشعار
عربی و فارسی نہایت خوشخطی سے تحریر میں آئے ہوئے
ہیں۔ جو مقبل اور محتشم کے پائے گئے ہیں۔ اور جناب
کے روضہ منورہ کی دیوار بدیوار دو اور قبہ مبارک
ہیں۔ جو ایک ہی صحن میں ہیں۔ دوسرے قبہ نورانی میں
جناب شہزادہ حمزہ ابن موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام والصلوات
ہیں۔ اندرون ضریح مبارکہ فولادی تیار شدہ ہے۔ نہایت
اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔

تیسرے روضہ منورہ میں جناب سید طاہر ابن امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ آپ کا روضہ منورہ سبز عبری شدہ ہے۔ بانی ہر سہ مقابر کا اور صحن کا شاہ ناصر الدین قاچاری ہیں۔ کیونکہ صحن کے دروازہ پر شاہ ناصر الدین مرحوم کا نام تحریر میں آیا ہوا ہے۔ آپ کے صحن مبارکہ میں ایک چھوٹی سی پیتل کی سبیل بنی ہوئی ہے۔ اوپر گنبد طلائی ہے۔ ہر چہار اطراف میں اشعار فارسی بڑی جلی قلم شاعر محتشم مرحوم کے بڑے خوشخط درج ہیں۔ اور جناب سید الشہدا صلوات اللہ کا اسم مبارک یا ابا عبداللہ یا ابن رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ تیسرہ قبہ شاہ ناصر الدین شاہ قاچار خلد اللہ ملکہٗ کا مزار تیار شدہ ہے۔

* * *

یہ کتاب و ہر قسم کے دیگر کتب شبیر حسین تاجر کتب
ملتان شہر سے طلب فرماویں

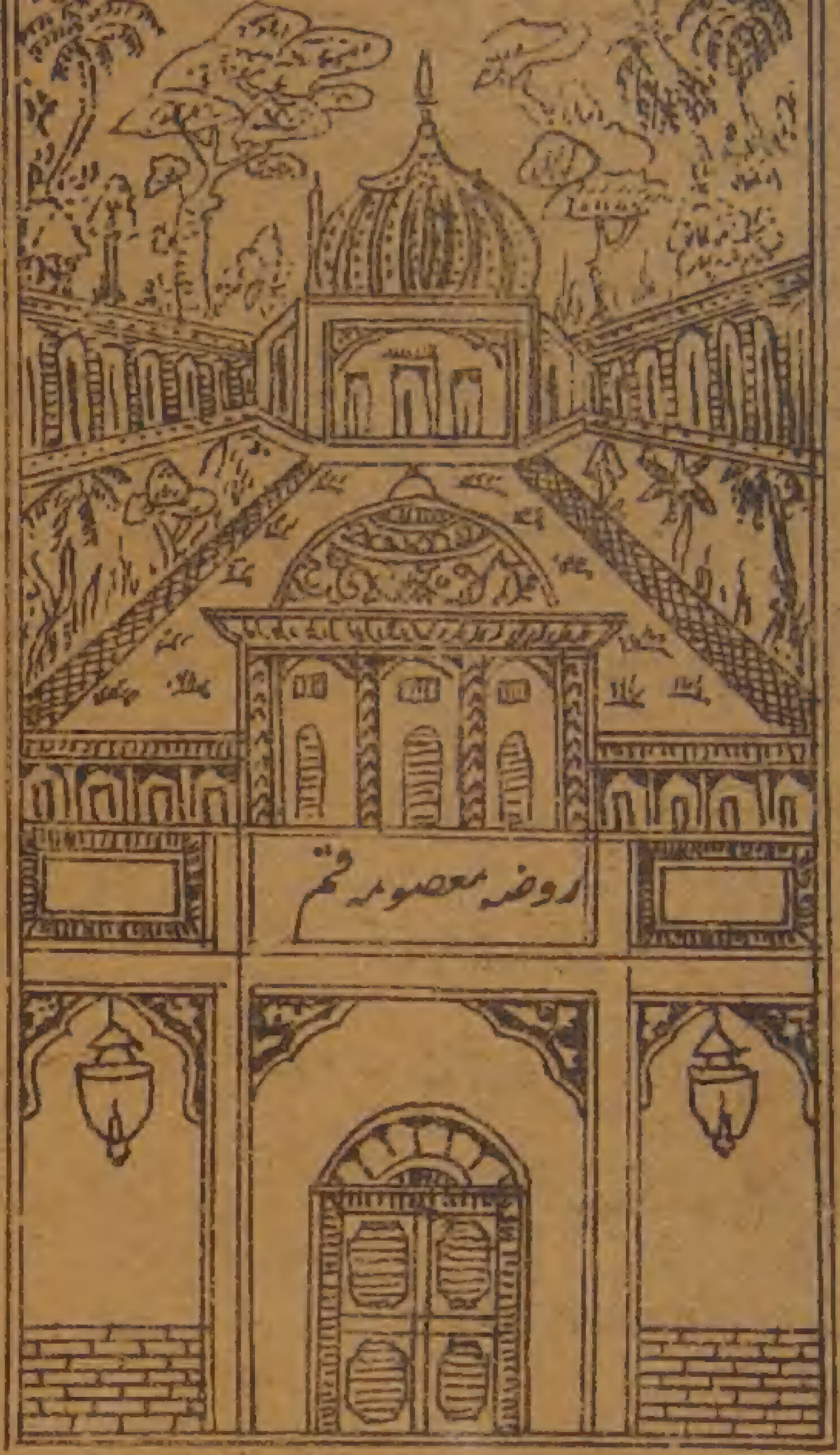
روضہ معصومہ قم

معصومہ قم

یہ بارگاہ عالیہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے
نہایت آباد شہر ہے۔ معصومہ کی وجہ سے اس شہر
کو ناموری ہے۔ کتب تواریخ کے سیر کرنے والوں

معصومہ سے ضروری آگاہی ہوگی۔ اس واسطے مضمون کو طوالت دینا مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ معصومہ کی تعریف و توصیف کا بیان کرنا عقل سے باہر ہے۔ کیونکہ ہر مومن جناب بیبی صاحب کی عصمت و طہارت صبر مظلومیت کا واقف ہے۔ جناب معصومہ کی بارگاہ کے آگے تین صحن ہیں۔ بہت فراخ اور وسیع پیمانہ کے تیار شدہ ہیں۔ ہر صحن میں باغ اور حوض تیار ہیں۔ ہر صحن میں درس گاہیں ہیں۔ اور اُن صحنوں میں مقابر بھی پائے گئے ہیں۔ ہر صحن کی عمارت عالیشان پائی گئی ہے تیسرے صحن مبارکہ میں جناب معصومہ کا مزار نورانی ہے سامنے کا دروازہ باب طلائی جو بہت بڑا بلند اور سرتا پاؤں تک طلائی تیار شدہ ہے۔ صرف چوکاٹھ پتھر سنگ مرمر کی تیار شدہ ہے۔ اور درہائے یعنی دروازے نقرئی اور طلائی ہیں۔ اوپر دروں کے سلطان ابن سلطان ناصر الدین شاہ مرحوم قاجار کا نام درج ہے۔ جو جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ بانی ضریح معصومہ کی دختر

سفید پر اشعار محتشم و مقبل کے درج ہیں۔ دربار معصومہ کے ملحقہ ایک نہایت عالیشان مسجد بہت بڑی وسیع تیار شدہ ہے۔ درمیان ایک حوض نہایت نفیس تیار ہے۔ اور ایک گوشہ مسجد میں ایک قبر کسی مجتہد صاحب کی ہے۔ جو اسم گرامی ان کا آقائے سید حسینؑ صاحب ہیں۔ زیر پائین جناب معصومہ کے ہر دو قبہ میں قبریں ہیں۔ ایک قبہ میں شاہ عباس صفوی مرحوم کی مزار ہے جو اوپر پیتل کا صندوق ہے۔ اوپر دروازہ پر پوری آدم قد تصویر دستی فتح علی شاہ قاچار کی تیار شدہ ہے اور دوسرے قبہ میں دو عدد تعویذ ہیں۔ جن پر پیتل کے صندوق ہیں۔ ایک میں شاہ اسماعیل صفوی اور دوسرے شاہ حسینؑ صفوی ہیں۔ معصومہ کے دربار عالیہ کے آگے جو صحن مبارک ہے۔ اس دو قبہ ایک گوشہ میں تیار ہیں۔ ایک قبہ میں تو مزار فتح علی شاہ قاچار کی ہے اور دوسرے قبہ میں معتمد الدولہ کا مزار ہے۔ باہر شہر کے ایک

بہت بڑا وسیع قبرستان پایا گیا ہے۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ اس قبرستان میں چارسو چوالیس امام زادہ مدفن ہیں۔ اُن میں ایک قبہ پایا گیا۔ جو دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ یہ قبہ مقدسہ جناب موسیٰ مبرقعہ کا ہے اور جناب امام تقی علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ کے قبہ مبارک پر بے رونقی پائی گئی ہے۔

معصومہ کی قم میں دفن ہونیکی وجہ

اکثر کتب تواریخ میں جناب معصومہ کا ذکر آچکا ہے۔ مگر اس جگہ مختصر عرض خدمت کرتا ہوں۔ تواریخ سے یہ ثابت ہے۔ کہ جس وقت معصومہ کو مدینہ منورہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ آپ کے بھائی جناب سیدنا امام رضاؑ ماموں ملعون نے قید کر رکھے ہیں۔ در اصل یہ خبر غلط تھی۔ وہ تو زہر سے شہید کر دیئے گئے تھے۔ معصومہ مدینہ منورہ سے مع ایک کنیز کے روانہ ہوئیں۔ مدینہ منورہ

راستہ پہاڑی میں کئی منزلیں پانی نہیں ملتا تھا۔ اور خطرناک تھا۔ آخر کار معصومہ بعد چند ماہ کے شہر قم میں پہنچی جو اثنا راہ میں ہے۔ باہر ایک مہمان خانہ میں قیام پذیر ہوگئے کنیز کو فرمانے لگے۔ اس شہر میں جا کر دریافت کر کہ میرے بھائی رضاؑ ضرور مقید ہوگئے ہیں۔ معصومہ کو اس بات سے ہرگز آگاہی نہ تھی۔ کہ وہ زہر سے شہید کر دیئے گئے ہیں آخرش کنیز شہر میں داخل ہوئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ہر گھر میں لوگوں نے ماتمی لباس اختیار کیا ہوا ہے۔ اور ماتم جا بجا شروع ہے۔ دریافت کیا کہ یہ کس شخص کا ماتم ہے لوگوں نے کہا کیا بیبی تم کو خبر نہیں کہ بادشاہِ دو جہان کا فرزند امام رضاؑ غریب الغربا مامون ملعون نے زہر سے شہید کر ڈالا ہے۔ وہ حیران ہو کر حالت سکتہ میں آگئی۔ بعد ہوش کے کہنے لگی میں اُس جناب کی کنیز ہوں جس کے ماتم میں تم لوگ شریک ہو۔ اور جناب رضاؑ غریب الغربا کی ہمشیرہ باہر شہر کے فلاں مہمان خانہ میں قیام پذیر ہیں۔ جس وقت لوگوں نے یہ سنا

کہ جناب کی ہمشیرہ یہاں تشریف فرما ہیں۔ تمام شہر میں ماتم کا کہرام مچ گیا۔ غرضیکہ تمام لوگ شہر کے جمع ہو کر وہاں مہمان خانہ میں پہنچے۔ معصومہ نے کنیز سے دریافت فرمایا۔ کہ یہ لوگ جمع ہو کر کیوں آئے ہیں۔ اور کیوں روتے پیٹتے ہیں۔ کنیز رونے لگی۔ اور سارا قصہ مفصل بیان خدمت کردیا۔ اور یہ لوگ آپ کو پرسا دینے آئے ہیں۔ جس وقت معصومہ نے یہ سنا کہ واقعی میرا بھائی رضاؑ کو زہر سے شہید کر ڈالا گیا ہے۔ بس منہ سے آپ کے تین مرتبہ رضاؑ ہائے رضاؑ نکلا اور جان بحق راہی فردوس بریں ہو گئیں۔ ان للہ و انا الیہ راجعون

در ذکر زیارت جناب شہربانو والدہ امام زین العابدین علیہ السلام والصلوٰۃ

یہ زیارت جناب بیبی پاکدامن کی عین پہاڑ کے دامن میں واقعہ ہے۔ شہر طہران سے قریباً دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ پہاڑ کی اچھی خاصی چڑھائی

روضہ منوّرہ ہے۔ سبز عنبری شدہ ہے۔ بالکل چھوٹا سا روضہ ہے۔ ارد گرد روضہ منورہ کے دیوارِ پناہ پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ اندرون دیوارِ پناہ کے ایک مکان پختہ پتھر کی اینٹوں کا تیار ہے۔ جس میں سید جواد ابن سید عباس خدام سرکار آباد ہیں۔ اندرون روضہ مقدسہ کے ایک گوشہ میں ضریح اطہر لکڑی کی تیار ہے۔ جس میں جناب کی مزار مقدسہ ہے۔ غیر سید کو اندر داخل ہونا منع ہے۔ سادات عظام کو اجازت ہے۔ اوپر ضریح اقدس کے ایک طاقچی ہے ہر دو پہلو روضہ منورہ کے چھوٹی چھوٹی دو کوٹھریاں ہیں۔ جن میں آپ کے خدام رہائش پذیر ہیں۔ جناب کے روضہ منورہ پر کوئی آبادی نہیں ہے۔ زیر پہاڑ اوپر سڑک جو شاہ عبد العظیم صاحب کی طرف سے آتی ہے دو چار گھر آباد ہیں۔ قہوہ خانہ ہے۔ اور ایک باغ بھی ہے شاہ عبد العظیم صاحب کے قریب ایک چشمہ جو اوپر پہاڑ سے آتا ہے۔ نہایت خوشگوار اور میٹھا پانی

دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ یہ چشمہ اعجاز امامت ہے۔ زمانہ جناب امیر خیبر گیر گل پیروں کے دستگیر کا لشکر یہاں پیاسہ لب جان ہو گیا تھا۔ اور آن حضور پُر نور نے نیزہ کی اَنّی اس پتھر پر لگائی جس سے چشمہ جاری ہو گیا۔ اور بارہ مہینے پانی چلتا رہتا ہے۔ بیماروں کو پانی سے شفا ہوتی ہے۔ بانی روضہ منورہ کی ایک نواب زادی ملک ہندوستان کی ثابت ہوئی ہے۔ اور اس نواب زادی کے نام و نشان سے کوئی پختہ پتہ نہیں لگا۔

* * *

یہ کتاب اور ہر قسم کی کتب
بر دوکان شیر حسین کربلائی
تاجر کتب ملتان شہر سے بذریعہ وی۔ پی
طلب فرمادیں

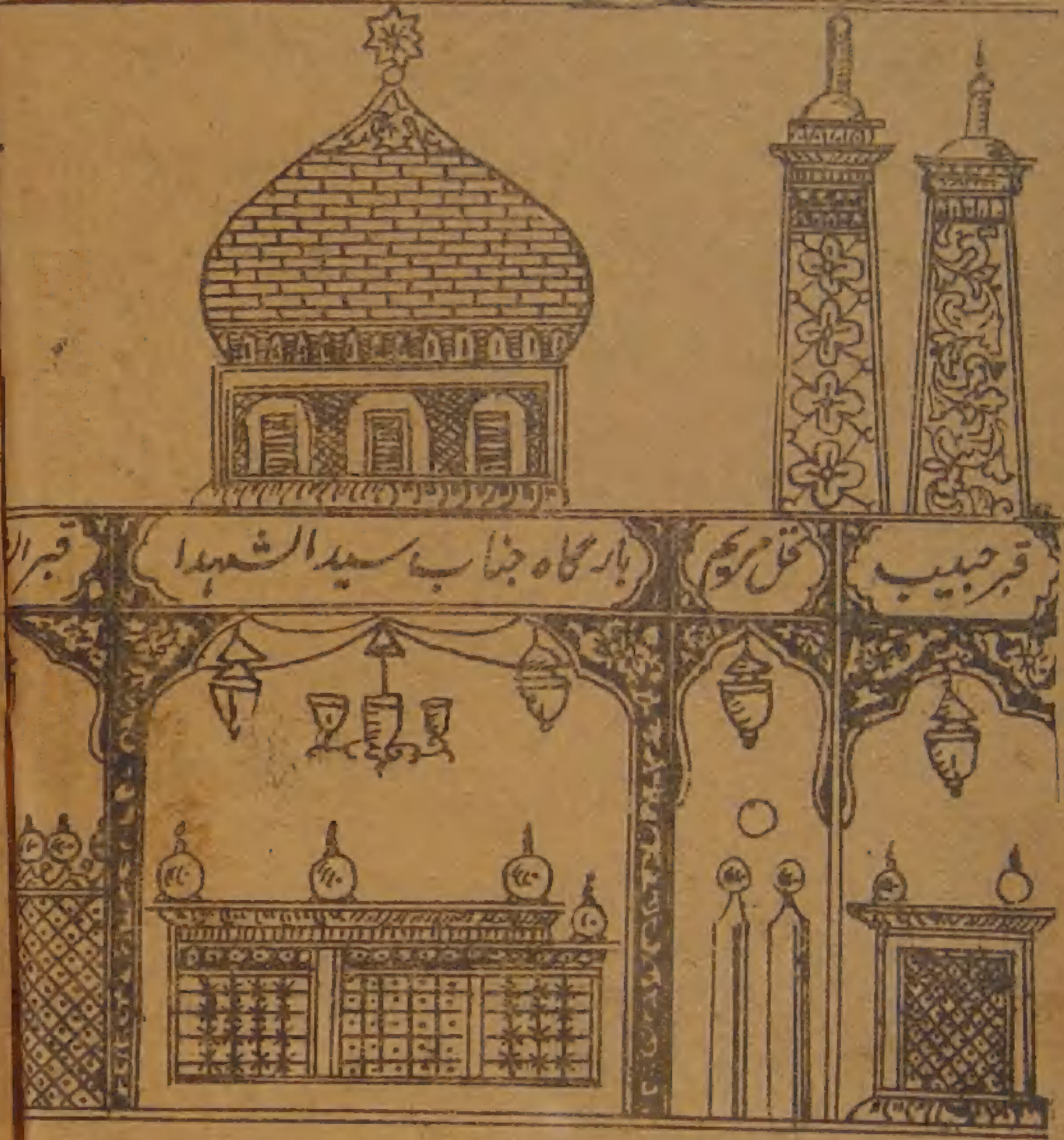
قبر حبیب
نخل مریم
بارگاہ جناب سید الشہدا
قبر ال

مشہد کربلاء

صاحب معجم کہتے ہیں کہ کربلاء ایک موضع کا نام ہے۔ جہاں جناب امام حسین علیہ السلام کو لوگوں

نے شہید کیا۔ اور وہ میدان کوفہ کے حوالی میں واقع ہے۔ اصل میں یہ لفظ کربلا سے مشتق ہے۔ جس کے معنی نرمی و سستی قدمیں کے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ زمین کی نرمی کے سبب سے اُس کا نام کربلا ہو گیا ہو۔ نیز کربلا کے معنی خس و خاساک اور سنگریزوں سے گیہوں کو پاک کرنے کے بھی ہیں۔ اس بنا پر بھی ممکن ہے۔ کہ چونکہ یہ زمین صاف اور سنگریزوں سے خالی تھی۔ اس کا یہ نام رکھ دیا گیا یا اس کی اصل کربلا باتقصیر ہو کہ یہ نام ہے۔ ایک خاص قسم کی گھاس کا ہو سکتا ہے۔ کہ اس قسم کی گھاس کثرت سے ہونے کی وجہ سے اس کو کربلا کہا۔ اور روایت میں وارد ہوا ہے۔ کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اس زمین ہولناک پر پہنچے۔ تو آپ کا گھوڑا خود بخود کھڑا ہو گیا۔ ہر چند آپ نے چاہا کہ گھوڑا آگے بڑھے۔ لیکن گھوڑے نے قدم نہ بڑھایا۔ حضرت نے پوچھا۔ کہ تم لوگوں میں سے کوئی جانتا ہے۔ کہ اس زمین کا

نام ہو۔ لوگوں نے عرض کی کہ کربلا بھی کہتے ہیں تب حضرت نے تکبیر کہی اور فرمایا کہ زمین کرب و بلا ہے۔ اور یہ وُہ زمین ہے۔ کہ جہاں پر ہمارے خون گرائے جائیں گے۔ اور یہی وُہ مقام ہے۔ جہاں آلِ عبا کی سواریاں اتریں گی۔ بالفعل مشہد کربلا بڑے شہروں میں سے ہے۔ اور تمام عالم کے نیک لوگوں کا مجمع ہے۔ نہر جاری اور درخت ہائے میوہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اور فضیلت میں زمین کربلا کی اور ثواب زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام میں کثرت سے روائتیں وارد ہوئی ہیں۔ بہت سے شعرائ نے بعض روایات کے مضامین کو نظم بھی کیا ہے۔ بیت

آنرا کہ کربلا گذار است
با آتشِ دوزخش چہ کار است

یعنے جسکا گذر کربلا میں سے ہے اُس کو آتش دوزخ سے کیا طلب

رباعی ملا فضولی بغدادی

آسودہ کربلا بہر حال کہ ہست
گر خاک شد نمی شود قدرش پست
بر می دارند و سبحہ می سازندش
می گردانندش از شرف دست بدست

یعنے کربلا کا رہنے والا کسی حال میں ہو اچھا ہے یہاں تک کہ اگر خاک بھی ہو جائے جب بھی اس کی قدر میں کمی نہیں ہوتی۔ اس کو بھی لوگ تبرک سمجھ کر اُٹھائینگے۔ اور تسبیح بناویں گے۔ اور وہ تسبیح ہاتھوں ہاتھ پھرتی رہے گی۔

اہل نجد اور عراق

تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اخوان نجد ہمیشہ عراق کو اپنا آماجگاہ بنائے رہے ہیں

میں زیارت گاہ خلق بنا ہوئے ہیں۔ ان کو فنا کر دیا جائے۔ ہم اس وقت ناظرین توسیع معلومات کے لئے ایک فہرست اہل نجد کی اون کوششوں کی جو انہوں نے وقتاً فوقتاً عراق میں کیں لکھنا چاہتے ہیں:۔

وہابیوں کا عراق پر حملہ ۱۲۱۶ھ

پہلا حملہ:۔ میں ہوا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب نجد کا حکمراں سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود تھا۔ آقا سید جواد عاملی طاب ثراہ جو جو عراق کے مستند علما میں سے تھے۔ اور اس زمانہ میں نجف اشرف میں مقیم تھے۔ اور اپنی مشہور و معروف کتاب مفتاح الکرامہ کی تصنیف میں مشغول تھے۔ انہوں نے اکثر مجلدات کے آخر میں ان حملوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس حملہ میں وہابیوں نے سخت سفاکی سے کام لیا ہے مفتاح الکرامہ مجلد ضمان کے آخر میں لکھا ہے۔ کہ

و الاطفال و اخذ الاموال و عاث فی الحضرت المقدسة فافسد بنیانها وهدم ارکانها یعنی، اُس نے مردوں اور بچوں کو قتل کیا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور ضریح اقدس کی بنیادوں کو ہلا کر اُس کو منہدم کر دیا۔

دوسرا حملہ:- ۹ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ کو صبح کے وقت دفعتاً نجف اشرف پر ہجوم کیا۔ اہل شہر بالکل غافل تھے۔ اور حفاظت کا سامان نہ تھا۔ فوج نے چاروں طرف گھیر لیا۔ بہت سے لوگ شہر پناہ کے دیواروں پر چڑھ کر شہر میں اتر آئے۔ بآخر بہت جنگ و جدال اور سخت نقصانِ جان و مال کے بعد ان کا اخراج کیا گیا۔

تیسرا حملہ:- جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۲ھ میں خود مسعود بن عبد العزیز نے ۲۰ ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ نجف اشرف کا رخ کیا مگر وہ زمانہ ایسا تھا۔ کہ اہل عراق کے ہاتھوں میں آلات حرب تھے

اور اہل نجف بندوقیں سنبھال کر اپنے جنگی مرکزوں پر بیٹھ گئے۔ جب نجدی گروہ نے ان تیاریوں کو دیکھا تو اس طرف سے واپس ہو کر حلہ پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر وہاں بھی یہی سامان نظر آئے۔ آخر کربلا پر پلٹ پڑے وہ لوگ بالکل غافل تھے۔ مگر غنیمت ہوا۔ کہ شہر پناہ کی دیوار کا دروازہ بند کر لیا گیا تھا۔ اب کربلائے معلےٰ میں شہر پناہ کی دیوار نہیں۔ کئی روز تک محاصرہ رہا اور اہل کربلا نے دیوار کے پیچھے ٹھہر کر مقابلہ کیا۔ اور بہت سے افراد قتل ہوئے۔ آخر عراق کے بیرونی چھوٹے چھوٹے قصبوں کو تباہ کر کے یہ لوگ پلٹ گئے۔ اس کا تذکرہ کتاب مفتاح الکرامہ کے کتاب الشفعہ میں ہے۔

چوتھا حملہ:۔ شعبان ۱۲۲۵ھ میں ہوا۔ صاحب مفتاح الکرامہ کتاب الوکالۃ میں رقم طراز ہیں۔ کہ قبیلہ عنیزہ کا گروہ جو وہابی مذہب کا حلقہ بگوش

کی زیارت سے اپنی اپنی جگہ پلٹ رہے تھے۔ اور بے خبر تھے۔ ان کو قتل کر ڈالا۔ جن میں اکثر ایرانی تھے۔ اور بہت سے لوگ ان میں سے حلہ میں رہ گئے۔ اور نجف نہ آ سکے یہ محاصرہ نیمۂ شعبان کے بعد سے ماہ رمضان کی ۱۰ر تاریخ تک یعنی ۲۰ یا ۲۵ روز قائم رہا۔ اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔

پانچواں حملہ:- سنہ ۱۲۲۷ء میں چنانچہ کتاب الہٰیہ کے آخر میں صاحب مفتاح الکرامہ نے لکھا ہے۔ کہ عراق کے مرکزی مقامات حلہ و نجف و کربلا میں وہ سخت خونریزی ہوئی۔ کہ خدا کی پناہ۔ خصوصاً زواروں کی جانیں بہت تلف ہوئیں۔

چھٹا حملہ:- سنہ ۱۲۶۰ھ یہ تمام دفعہ سے زیادہ سخت تھا۔ کربلائے معلیٰ میں ہزاروں جانیں ضائع ہو گئیں۔ سادات و علماء کی عورتیں اسیر کر لی گئیں۔ اور اُن کی ہتک حرمت ہوئی۔ ہزاروں نماز گذار

گیا۔ کربلا معلیٰ میں کشتوں کی اتنی تعداد تھی۔ کہ راستوں میں بغیر لاشوں پر قدم رکھے ہوئے راستہ چلنا محال تھا ایک بزرگ نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہوا واقعہ لکھا ہے کہ ایک شہید پر سترہ اٹھارہ نسخہ قرآن مجید و کتب ادعیہ و زیارات کے رکھ کر اُن میں آگ لگا دی گئی۔ حرم اقدس کی اہانت کی۔ اور زمین حرم کو اپنے اسپ شتر کے فضلات سے ملوّث کیا۔ اور ضریح کو اس کی جگہ سے اکھاڑ کر پھینکدیا۔ اور حرم شریف میں جتنے اموال وجواہر اور قندیلیں اور سامان و آلات تھے۔ سب کو لوٹ لیا یہاں تک کہ ٹرکی کے لشکر نے آکر ان کا اخراج کیا۔ اس طرف نجف اشرف پر بھی حملہ کیا۔ مگر یہاں قدرت خدا نے مقابلہ کیا۔ اور امیر المومنینؑ کے روحانی اعجاز نے شہر کے اندر داخل نہونے دیا۔ ہزاروں آدمیوں کا لشکر نجف کو محاصرہ کئے ہوئے اور اہل نجف کا اضطراب منتہائے درجہ پر کربلائے معلیٰ کے واقعات کانوں تک پہنچے ہوئے

گیا۔ اور اس طرف بیرون شہر سے غلغلہ کی آواز بلند ہوئی۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ عقب سے لوگ مقتول ہیں۔ اور شکست خوردہ فوج بدحواس ہو کر پلٹ گئی ہے۔ یہ واقعات متواترات سے اور عراق میں ہر شخص کی زبان پر ہیں۔

علی عباس جبولسی

ناظرین! اس تبصرہ سے غرض یہ تھی۔ کہ اہل نجد کی عداوت اور اُن کے ارادوں کا جو مشاہدہ مشرقہ عراق کے متعلق ہیں۔ ایک حد تک انکشاف ہو جائے۔ اور معلوم ہو جائے کہ ان کا مطمح نظر اور مقصود اصلی کیا ہے؟ یہ سو سال کا ذکر ہے۔ جب عراق ٹرکی کے زیر حکومت تھا۔ عثمانی سلطنت کی طاقت حدِ کمال پر تھی۔ اور اس کا اقتدار پورے طور پر تھا۔ اس کی وجہ سے وہابیوں کی حسرتیں پوری نہ ہو سکیں۔ اور ان کو ناکامی کی صورت دیکھنی پڑی۔ اس کے علاوہ اُس وقت عراقی قبائل کی شجاعت اپنے معیار ترقی پر تھی

تنہا نجدیوں کے مقابلہ کے لئے کافی تھے۔ مگر اب ٹرکی سلطنت فنا ہوچکی ہے۔ عراقی اقتدار دوسروں کے رحم وکرم کا رہین منت ہے۔ اہل عراق کے دلآزارانہ حوصلہ فنا ہوچکے۔ اور اُن کے بازوؤں کی ہمت ختم ہوگئی صلاح جنگ سے ہاتھ خالی ہیں۔ مسلمانوں کے احساس وجوش مذہبی کا حال معلوم ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے باقی ماندہ شعائر کا خدا ہی حافظ ہے۔

اللھم لا تجعل مصیبتا ف دینا

عراق بروزن کتاب ایک جگہ ہے۔ جس کا طول عبادان سے موصل تک ہے اور قادیہ سے حلوان تک عرض ہے۔ اور وجہ تسمیہ عراق کی یہ لکھی ہے۔ چونکہ یہ جگہ کنارہ دجلہ وفرات واقعہ ہوئی ہے۔ اس وجہ سے اُس کو عراق کہتے ہیں۔

کربلا بغداد سے تخمیناً انسٹھ میل اور کوفہ

سے تیس میل ہے۔ اور درمیان بغداد وکوفہ واقع ہے۔

فی الحال کربلا میں دریا فرات نہیں ہے فرات مسیب میں ہے۔ البتہ کربلا میں اس کا شعبہ جس کو شاخ کہتے ہیں جاری ہے۔ اس کے پانی سے باغوں اور کھیتوں کی آبپاشی ہوتی ہے۔ اور کھانے پینے کے بھی حرفہ میں لاتے ہیں۔ اور تمام تر کنوؤں کا پانی کھارا ہے۔ اس کو دیگر حرفہ میں لاتے ہیں۔ اور شہر کے اطراف خرما اور پرتقال جو مثل سبزہ کے ہوتا ہے۔ اور آلو زرد اور انار اور انگور اور شہتوت کے باغات بکثرت ہیں اکثر باغوں کے احاطے خام دیواروں کے بنے ہوئے ہیں۔ اور گیہوں و جَو بکثرت پیدا ہوتا ہے۔

درذکر حالات

مقام مقدسہ کربلائے معلیٰ
جناب سید الشہدا نواسہ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
ولختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہرا
صلوات اللہ علیہما ونورِ نظر جناب شیرِ
خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام والصلوٰۃ

ہزار ہزار حمد اُس پاک پروردگار کا ادا کرتا ہوں۔ جس کے قبضہ قدرت میں ارضی وسماوی عرشی بری وبحری کی جان ہے۔ اور درود نامحدود اس ذات پاک بابرکات پر لازم وواجب ہے جس کی شان ومنازل ہیں لولاک لما کی صفت عطا فرمائی۔ جو کسی فرد بشر میں تاقیامت نہیں پائی جاوے گی۔ میری کیا طاقت اور وسعت ہے

پہلے خداوند عالم کی تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور پیدائش کائنات کا باعث بھی یہی لوگ ہوئے۔ ان خاصان خدا کے نام ساق عرش پر درج ہیں۔ یہ لوگ نبیؐ سے لیکر تا مہدیؑ تک پاک اور معصوم ہیں۔ خواب و بیداری ان پر یکساں ہے۔ ان خاصان خدا کی تعریف کو احاطہ تحریر میں لانا قوت بشری سے بالاتر ہے عرصہ بعید سے بندہ کو اشتیاق زیارات عتبات عالیات و مقام مقدسات تھا۔ شکر ہے اس ذات پروردگار کا اور آئمہ اطہار کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ ایسے وقت پر ہم لوگ کربلائے معلی میں مشرف بزیارت ہوئے۔ کہ عشرہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۷ھ ہجری بحساب شمسی و قمری دونو مخصوصیان یکے بادیگرے ایک ہی مہینہ ماہ جون سنہ ۱۹۲۸ء

طرح جانتے ہیں۔ اور اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مگر خاصکر اس دشتِ عراق کی گرمی و تمازتِ آفتاب کی مثال ماسوائے اس دشت کربلا معلیٰ کے اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ پس یہی کربلائے معلیٰ ہے۔ آنکھوں سے دیکھا گیا۔ اور تجربہ میں آیا ہے۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب نمودار ہوا۔ حرم مقدسہ سے واپس آئے اور سرداب میں داخل ہو گئے۔ پانچ بجے سرداب سے باہر نکلے۔ صرف ایک دو گھنٹہ کی گرمی اور گرم ہوا کا برداشت کرنا بڑا مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ حالانکہ ٹھنڈے پانی اور سرد مکانوں میں بسر کرتے تھے۔ میری عقل اور سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ جو نازپروردہ رسولِ خدائے دو جہان ہو، اور خاتونِ جنان کی گودی کے پروردہ ہوں۔ فرشتگانِ خدا ان کی غلامی میں

جائے کہ ایک ایسے دشتِ بلا میں چھوٹے چھوٹے بچے بمعہ مستورات صاحب عصمت کے تین شبانہ روز کے بھوکے پیاسے ہوں۔ اور پانی کے ایک قطرہ کے محتاج ہوں۔ ادھر حاکم نابکار کا یہ حکم جاری تھا۔ پانی پر پہرے لگوائے ہوئے تھے اور یہ اعلان فوجوں میں ہو رہا تھا۔

"چرند پئیں، درند پئیں، حیوان پئیں، انسان پئیں، مگر فاطمہؑ کے لعل کو پانی نہ دیجئے"

یکم محرم الحرام ۱۳۴۷ھ بروز شنبہ

از کربلائے معلیٰ

سامان ہر گھر میں ماتم غم کا شروع ہو گیا ہے۔ سیاہ پوشی ہر فرد بشر خورد و کلاں نے اختیار کی ہوئی ہے۔ ہر گھر کربلائے معلیٰ کا عزاخانہ بن گیا ہے۔ بازار میں ہر دوکان پر سیاہ یا سبز

ماتمیوں کے ہر قوم کے علیحدہ علیحدہ قافلے ہردو بارگاہؑ میں آتے جاتے ہیں۔ سینہ زنی نہایت سخت ہوتی ہے بوقت سینہ زنی ہاتھ باقاعدہ اور ترتیب وار اٹھاتے ہیں۔ ہر قافلہ میں ایک نوحہ خوان ہوتا ہے۔ دربار سرکار عالیہ کی یہ حالت ہے۔ ضریح اقدس کو سیاہ پوش کر دیا گیا ہے۔ جس پر اشعار مرثیہ جات عربی و فارسی اندراج ہیں۔ سامان بجلی و فانوس کل سرخ لگا دیئے گئے ہیں۔ سرکار عالیہ کے طلائی گنبد پر گھڑیوں کے نیچے سرخ بجلی کی بتیان لگی ہوئی ہیں۔ رات کے وقت طلائی گنبد اور میناروں کی سرخ بتیاں عجب شان الٰہی کا نمونہ بن جاتی ہیں۔ سرکار کے گنبد پر خون ہی خون دکھائی دیتا ہے۔ کیوں نہ خون ہو یہی دن خون برسنے کے ہیں۔ ہردو صاحبان کی بارگاہوں میں خیمے استادہ ہیں سبیلیں لگ گئی ہیں۔ خیموں میں سامان

ہوا ہے۔ دیواریں سیاہ پوش کر دی گئی ہیں۔ جن پر مرثیہ جات بزبان عربی و فارسی ہیں وعظ خوانی تمام رات ہوتی ہے۔ ہر زبان میں ذاکرین صاحبان و واعظین حضرات سامعین کو محظوظ کرتے ہیں۔ تمام شب ماتم ہوتا ہے سب سے بڑھ کر حیرت انگیز اور دردناک خیمہ آل محمدؐ کی حالت ہے خیمہ آل محمدؐ کے آگے محمل یعنی کجاوہ شتران سیاہ نظر آ رہے ہیں۔ لیکن گہوارہ شیر خوار بے تقصیر نظر آ رہا ہے۔ کہیں بستر بیمار کربلا دکھایا جا رہا ہے کہیں خیمہ عباس کا مقام نظر آ رہا ہے۔ کہیں حجلہ عروسی کا نقشہ آنکھوں میں آ رہا ہے۔ کہیں جناب سید الشہدا کی اخیری الوداع کا مقام نظر آ رہا ہے۔ کہیں عبادت گاہیں اپنے عابدوں کا پورا پورا نشان دے رہی ہیں کہیں شیر خوار بے تقصیر کی جائے دفن نظر آ رہی ہے کہیں لاشہ شہزادہ علیؑ اکبر شبیہ رسولؐ اکرم کا خیمہ میں آنے کا مقام دکھایا جا رہا ہے۔ سنسانی

شہر کو لباس سیاہ پوشی پہنا دیا گیا ہے۔ خیمہ گاہ میں زائرین مستورات کی آوازیں دل ہلا رہی ہیں واحسینا واعباسا کی آوازیں آسمان تک جا رہی ہیں۔ کہیں وا اکبرا وا اصغرا۔ وا قاسما کی آوازیں آ رہی ہیں۔ پتھر دل بھی پانی پانی ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ مقام اپنے گذشتہ واقعات کو از سر نو اظہار کر رہے ہیں۔ اس میں ہرگز کسی کا شک نہیں ہے حضرات دیکھا نہیں جاتا۔ فقط والسلام

مورخہ ۳ر محرم الحرام سنہ ۴۷ھ کربلائے معلیٰ

ماتمیوں میں ڈھول اور تاشہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عربوں کا سابقہ رواج چلا آتا ہے۔ بغیر ڈھول کے ماتم نہیں ہوتا۔ ہاتھ ڈھول اور ماتمیوں کا برابر ایک وزن پر اُٹھتا ہے۔ اکثر ننگے بدن ہوتے ہیں۔ بعضوں نے یہ شکل اختیار کی ہوئی ہے۔ کہ اتنا

تیار کیا ہوا ہوتا ہے۔ زنجیروں میں جو زنجیریاں ہوتی ہیں۔ اُن میں مرچان نہیں ہوتیں۔ خالی زنجیریاں ہوتی ہیں۔ مجالس عزاخانہ صرف ہندوستانیوں کے ہیں۔ رات دن مجالس ہوتی ہیں۔ سوزخوانی حدیث خوانی تحت لفظ ہر قسم کا وعظ خواں پایا جاتا ہے۔ عربوں، ایرانیوں کی مجلسوں کا ازحد زور شور ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اہل وطن ہیں۔ گھروں میں، بازاروں میں، بالا خانوں میں مجلس عزا مظلوم کربلا کی جاری ہے۔ رات دن عورت مرد کربلا معلیٰ میں شاید کوئی سوتا ہوگا۔ رات کے وقت آوازیں واویلا کی ہر چہار طرف سے آتی ہیں۔ دن رات یکساں صورت پر گذرتی ہے۔ شب کو شاخوں کو جلا کر اور درمیان حلقہ میں رکھ کر زور شور سے ماتم کرتے ہیں۔ ایک شاخہ بتیس چوتیس بتی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ نہایت خوبصورت بنے ہوئے

میں ایسا رواج نہیں ہے۔

مورخہ ۱۲ر محرم الحرام مقام مقدسہ خیمہ آل محمدؐ

آج کی مجلس کا ذکر قابل تذکرہ کے ہے۔ کیونکہ کربلائے معلیٰ علم وفضل کے لحاظ سے علماء وفضلاء وذاکرین وواعظین صاحبان خوش بیان کے ایک مرکزی جگہ ہے۔ کیوں نہ ہو انا مدینۃ العلم و علی بابہا کے فرزند کا مقام مقدس ہے۔ اسی وجہ سے یہ زمین کربلا کربلائے معلی بن گئی۔ جس کے زائر کے واسطے جناب فخرِ دو جہان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک نے ستر حج کا ثواب عطا فرمایا ہے۔ حضرات تمام دنیا میں اس زمین مقدسہ کا مقابلہ کہیں نہیں پایا جاتا اگر ہے تو یہی کربلائے معلیٰ ہے۔ ہاں صاحبان ایک اور

معلّی دو ہیں۔ ایک عرش پر ایک زمین پر۔

حضرات جس زمین مقدس کا یہ مرتبہ ہو اس زمین مقدسہ کے ساکنان کی کس مُنہ سے تعریف کی جائے۔ صاحبان اس جگہ پر ہر مرتبہ کے اشخاص پائے گئے ہیں۔ انبیا، واوصیا شہدا وصالحین واولیائے متقین یہاں پائے جاتے ہیں۔ ملائکہ مقربین یہاں ملتے ہیں۔ علما، وفضلا، اکرام وواعظین وذاکرین خوش بیان یہاں پائے جاتے ہیں۔ عابدین وزاہدین وزائرین خوش اعتقاد یہاں قیام پذیر ہیں۔

حضرات دین دنیا کے حل مشکلات کرنے والے رہبر ہادی یہاں رونق بخش ہیں۔ قساوت قلبی اور سنگ دلی اور بے رحمی اور بے دردی کا بھی یہی کربلائے معلیٰ مرکز دیکھا گیا ہے۔ ہمہ صفت موصوف ہے۔ کیونکہ یہ جائے امتحان ہے۔ کھوٹے وکھرے کی یہاں آکر تمیز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جہاں

خزاں کا آنا ضروری ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام وہاں فرعون ضرور ہے۔ جہاں آدم وہاں شیطان ضرور ہے۔

حضرات واقعی یہ جگہ امتحان کی ہے۔ اس جگہ امتحان دینا اور سند سرٹیفکٹ حاصل کرنا ہر کس وناکس کا کام نہیں۔ کارے دارد آج کی مجلس میرے استادیم صاحب مولانا مولوی خدابخش صاحب مخزون نے دربار عالیہ خیمہ گاہ آلِ محمدؐ میں وعظ خوانی کے چند نقاط زبانِ درفشاں سے ارشاد فرمائے۔ کہ ہر اطراف سے واہ واہ شاباش مرحبا کی صدائیں بلند تھیں۔ ہر قسم کے ذاکرین وواعظین خوش بیان اس مجلس میں موجود تھے بڑا ایک کثیر مجمع خلقِ خدا کا تھا۔ عربی، رومی، ترکی عجمی، عراقی، سندھی، ہندوستانی، پنجابی،

پنجابی زبان
میں درفشانی فرماتے تھے۔ تقریر کی تاثیر کا یہ عالم
بن گیا تھا۔ کہ ہر شخص رقت قلبی سے عالم بیہوشی
میں تھا۔ اور واعظین و ذاکرین و سامعین صاحبان
کی زبان سے شاباش مرحبا کی صدائیں آتی تھیں

واللہ این روضہ خواں بسیار خوب است
مقبول جناب آقا سید الشہدا است

عالم مستورات و مردمان کی گریہ و بکا کی آوازوں
سے خیمہ آل محمدؐ میں قیامت برپا تھی۔ پورا نقشہ
خیمہ آلِ محمدؐ کی تاراجی کا بندھ گیا تھا۔

حضرات مضمون بھی ایسا ہی قیامت
برپا کرنیوالا تھا جس کی تفصیل مختصر عرض خدمت کرتا ہوں
کہ شاہ حلب کا قاصد شہزادہ علیؑ اکبر کی منگنی
کے واسطے انگشتری و دیگر پارچات بطور رواج
ملک جناب سید الشہدا کی خدمت عالیہ میں دنیکہ
کربلائے معلیٰ میں داخل ہوا ہے۔ اور دریافت

پر سوار سرخ لباس ہاتھ میں تلوار علم کئے ہوئے خیمہ گاہ میں آکر اُس نے دریافت کیا۔ کہ مولا حسینؑ یا ابن رسول اللہ کا یہی مقام مسکن ہے۔ مگر حالت اس کی عجب تھی۔ ننگی تلوار اور خون سے رنگین تھی۔ اُس کو جواب دیا گیا۔ کہ یہی مسکن حسینؑ ابن علیؑ ہے۔ پوچھا حسینؑ ابن علیؑ سے کیا مطلب ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں قاصد شاہ حلب ہوں اور حلب سے شہزادہ علی اکبر شبیہ رسولؐ کے واسطے انگشتری لایا ہوں۔ پوچھا تم زخمی ہو اور تلوار علم کئے ہوئے خیمہ آلِ محمد میں کیوں داخل ہوئے ہو۔ یہاں تو بغیر اجازت فرشتگان خدا داخل نہیں ہو سکتے۔ اُس نے جواب دیا میں حسینؑ ابن علیؑ کا غلام ہوں۔ مجھ کو تو نام حسینؑ ابن علیؑ کے دریافت کرنے سے لوگوں نے زخمی کر دیا ہے۔ برائے خدا و رسولؐ مجھ کو امام کی خدمت عالیہ میں

پہنچا دو۔ قاصد کو جواب دیالیا۔ کہ حضور حسینؑ ابن علیؑ بمعہ فرزندان اس وقت خواب استراحت میں ہیں۔ جو اسباب حلب سے توں لایا ہے۔ وہ ہم حضور کی خدمت عالیہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ قاصد نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ میں ایک ادنیٰ غلامان غلام زوار حسینی ہوں۔ یہاں کوئی تیرا مخالف نہیں ہے۔ تب اُس نے ایک انگشتری اور ایک رومال بمعہ دیگر اسباب مولانا زوار حسینی کو دیدیئے۔ مولانا زوار حسینی انگشتری لیکر در دولت خیمہ آل محمدؐ کی ڈیوڑہی پر بآواز بلند یوں گویا ہوا۔

السلام علیک یا اھلبیت النبوۃ و موضع الرسالۃ و مختلف الملائکۃ و مھبط الوحی و معدن الرحمۃ و خزان العلم و ابواب الایمان و سلالۃ النبین و صفوۃ المرسلین و عترۃ خیرۃ رب العالمین و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ورسالت یہ انگشتری و رومال قاصد شاہ
حلب شہزادہ علی اکبر شبیہ نبیؐ کے واسطے حلب سے
لایا ہے۔ یہ لیلو اور شہزادہ علی اکبر کو خواب
استراحت سے جگا کر پہنا دو۔ اور درود اور سلام
مولا حسین علیہ السلام کی خدمت میں جگا کر
پہنچا دو۔ اور یہ کنگنی طلائی شہزادہ علیؑ اصغر
کو جگا کر پہنا دو۔

حضرات اس وقت کیا تھا۔ قیامت
برپا تھی۔ مولا زوار حسینی ہر ایک مقام پر پہنچا۔
کہیں مولا الحسین کی عبادت گاہ پر آیا۔ اور کہا یا ابن
رسول اللہ جاگو۔ کہیں بیمار کے بستر پر پہنچا۔ کہیں
خیمۂ علمدار پر آکر پکارا۔ اے قمر بنی ہاشم خواب
استراحت سے جاگو۔ کہیں شہزادہ علی اکبر کے مقام
پر آکر بآواز بلند گویا ہوا شہزادہ خواب سے جاگو
اور یہ رد مال اور انگشتری پہنو۔ کبھی مستورات
صاحب عصمت خاصکر جناب ام المصائب نائب زہراؑ

اہلبیت خاندانِ نبوت یہ مبارک رومال اور انگشتری تو لیلو اور پہنادو۔

صاحبان دیکھنے سننے میں بہت فرق ہے
شنیدہ کَے بود مانند دیدہ

خلقِ خدا واقعی عالم بیہوشی میں ہو گئی تھی۔ پناہ بخدا دیواروں سے سر ٹکراتے تھے۔ عجیب حالت تھی۔ بعد ازاں اُس کے بڑے زور شور سے خیمہ آلِ محمدؐ و غلام گردش میں مستورات عرب نے ماتم کیا قیامت قائم ہو گئی۔

در ذکر واقعہ شب عاشورہ

یہ شب قابل ذکر ہے: تمام شب ہر دو حرمین شریفین میں عبادت خدا ہوتی رہی۔ نماز عصر تک عمل عاشورہ ہوتا رہا۔ مگر اُس شب اندرون نزدیک ضریح اطہر کے تِل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ خلقِ خدا کا

یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا کی خلق خدا یہاں موجود ہے۔ واقعی عشرہ محرم الحرام کربلا معلیٰ کا تمام دنیا سے علیحدہ ہے۔ کیونکہ پھر بھی یہ مقام مرکز ہے۔ مگر چار باتیں کربلا معلیٰ کی تمام دنیا سے نرالی ہیں۔ ایک تو عبادتِ خدا دوسرے گریہ و بکا۔ تیسرے ماتم سید الشہداؑ چوتھے علمأ و واعظین ذاکرین خوش بیان۔ ان چار باتوں کا مقابلہ تمام دنیا میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔ ماتم جناب سید الشہدا کی بابت عرض خدمت کرتا ہوں۔ جو بندہ نے ماتمیوں کی حالت دیکھی ہے۔ تلواروں اور کنوؤں سے کرتے ہیں۔ اور یہ تلواروں کا ماتم خیمہ گاہ میں ہوتا ہے۔ شب عاشورہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اعمال عاشورہ خیمہ آل محمدؐ میں جا کر ادا کروں۔ نماز صبح تک سرکار عالیہ کے دربار میں رہا۔ بعد ازاں وہاں سے نکل کر خیمہ آل محمدؐ میں آیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ دروازہ خیمہ گاہ کا بند ہے۔ اور دروازہ پر ایک حجام استرا لئے ہوئے بیٹھا ہے۔ عورات عرب

شیرخوار بچوں کو گودی میں اُٹھائے ہوئے اور گلوں میں سفید کفنیاں پہنائے ہوئے دروازہ خیمہ آلِ محمدؐ پر بے شمار موجود ہیں۔ اور باری باری حجام کے پاس آتے ہیں اور اپنے شیرخوار کو پیشانی پر زخم کرالیتی ہیں۔ اور اوپر سفید پٹی باندھ لیتی ہیں۔ اور دو آنا یا چار آنہ حجام کو صدقہ کے دے دیتی ہیں۔ جس کا لہو کم نکلتا ہے۔ وُہ اِس بات کو برا اور منحوس سمجھتی ہے دوبارہ بچہ کو زخمی کرائے بغیر نہیں رہتی۔ بعد ازاں اس جگہ ماتمیوں کا مجمع بے شمار ہو گیا۔ پولیس آکر جمع ہو گئی۔ خلقِ خدا کو ہٹا دیا گیا۔ اور اُن ماتمیوں کے اِرد گرد پولیس نے باقاعدہ پہرہ لگا لیا۔ اور ماتم شروع ہو گیا۔ الامان خدا پناہ ایسا موقعہ میرے دیکھنے میں ہرگز نہ آیا تھا۔ گریہ بکا کرتے ہوئے دلکو ایسا صدمہ پہنچا۔ کہ ہوش ٹھیک نہ رہے۔ یہ واقعہ خیمہ آل محمدؐ کے اندرونی صحن مبارک کا ہے۔ حضرات ایسا ماتم کیا ایسا ماتم کیا کہ خیمہ آل محمدؐ کے سامنے دریائے خون

بہہ گیا۔ بعض کوئی کفن سفید جو پہنے

میں رنگین ہو گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے یہ ماتم ہوا ہوگا پولیس نے ہتھیار اُن سے زبردستی چھین لئے۔ اور وہ قافلہ ماتمیوں کا یا علیؑ یا علیؑ یا آغا ابوالفضل عباسؑ کے نعرہ لگاتے ہوئے۔ حرم مقدسہ جناب سید الشہدا صلواۃ اللہ کے دربار عالیہ کو دوڑتے ہوئے چلے گئے۔ سینکڑوں کا مجمع تھا۔ ایسا ماتم شاید کہیں ہوتا ہوگا۔ مگر سننے دیکھنے میں نہیں آیا۔ جو لوگ تلواروں کنوؤں سے ماتم کرتے ہیں۔ ان کا حلقہ علیحدہ ہوتا ہے۔ دوسرا اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ سر منڈا ہوا گلے میں کفن پہنے ہوئے ہاتھ میں تلوار کمر باندھے ہوئے۔ موت کے نقشے جمائے ہوئے غازیوں کی شکل کا پورا نقشہ دکھائے ہوئے ہوتے ہیں ان کی شکل دیکھ کر نقشہ کربلا کا پورا فوٹو نظر آجاتا ہے۔ پتھر بھی پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ انسانی خصلت کی کیا طاقت ہے۔ کہ اس فوجِ حسینی کو دیکھ کر

ثابت قدم رہ سکے۔

بروز عاشورہ خیمہ گاہ میں ہر دو صاحبوں کی بارگاہوں سے بڑھ کر ماتم ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں کی رسومات دیکھنے میں آئے ہیں۔ جو بروز عشرہ ظہور میں آئے۔

قریباً آٹھ نو بجے دن کے دو اڑھائی سو جوان سوار معہ گھوڑوں کے حرم مقدس میں آکر داخل ہوئے۔ مابعد اُن کے تین چار سو جوان ماتمی ننگے بدن ہاتھوں میں علم لئے ہوئے گھوڑے سے زیادہ رفتار میں آ رہے ہیں۔ بس آگے آگے گھوڑے دوڑے جاتے ہیں۔ اور پیچھے گھوڑوں کے وہ جوان علیؑ علیؑ شبیرؑ عباسؑ کرتے ہوئے دو تین چکر حرم مقدس میں لگائے ہیں۔ اور گھوڑوں والوں کو بھگا دیا۔ دریافت پر معلوم ہوا جو سوار تھے وہ لشکر ابن زیاد اور شمر کا تھا۔ اور جو جوان پیدل تھے وہ لشکر حسین علیہ السلام

وغیرہ وغیرہ افسران نابکار گھوڑوں پر سوار ہمراہ فوجی باجہ قریباً دوسو جوان کے آنے آنے کی آمد آمد ہو گئی۔ خوب بُردیاں لگائے ہوئے جنگ کے اسلحہ پہنے ہوئے اُنہوں نے پورا شہر کا چکر لگایا۔ بعد ازاں آپسمیں لڑائی شروع ہو گئی۔

بعد ازاں گہوارہ شیر خوارہ علی اصغر کا نکالا گیا۔ گہوارہ جیسے ہمارے ملک میں نکالا جاتا ہے۔ گہوارہ کے ساتھ ایک شیر خوار بچہ جو خون سے رنگین اَور اُس کے گلے میں ایک تیر چسپان کیا ہوا تھا۔ جو نہایت رقت آمیز سامان تھا۔ دیکھنے والوں کی طبیعت درست نہیں رہتی تھی۔

بعدازاں اس کے ایک چارپائی جس پر چادر نفیس ڈالی ہوئی تھی۔ اوپر اُس کے چار کبوتر جو خون میں رنگین تھے۔ پائے گئے۔ دریافت پر معلوم ہُوا کہ یہ وہ کبوتر ہیں۔ جو مولا حسین علیہ السلام نے مدینہ
لائے تھے۔ اور وہ کبوتر بروز عاشورہ

فرما دیتے تھے۔ اور فرمایا کہ تم مدینہ منورہ کو چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ کبوتر بعد شہادت لاشہائے شہدا پر منقاروں سے پانی لاتے تھے۔ اور لاش شہدا پر اپنے پروں اور منقاروں سے پانی گراتے تھے۔ یہ سامان گریہ پورا پورا تھا۔ بعد ازاں اس کے ایک چارپائی پر شیر اٹھایا ہوا لے آرہے تھے۔ وہ شیر ڈاریں مارتا اور خاک سر پر ڈالتا ہے دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ شیر ابو الحارث ہے اور لاشہائے شہدا پر گریہ بکا اور خاک بر سر کر رہا ہے۔

بعد ازاں دس بارہ گھوڑے اربعا نے جن پر طرح طرح کا اسباب باندھا ہوا تھا۔ خیمہ آلِ محمدؐ کے آگے کھڑے ہوئے تھے اور اندرونِ خیمہ اطہر میں عام اژدہام مخلوق کا تھا۔ جو شور مچا رہے تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ اسباب خاندان نبوۃ کا لوٹا ہوا ہے۔ اور یہ

اور یزید علیہ العنت کا ہے۔ بعد لحظہ کے میں واسطے زیارت خیمہ آل محمدؐ میں اندر داخل ہُوا۔ تو کیا دیکھا گیا کہ تمام خیمہ گاہ کے اندرون فرشی پر اور بیرون خیمہ گاہ کی غلام گردش میں، کہیں تو آگ جلی ہوئی پائی گئی۔ کہیں توری و بھوسہ خراب پایا گیا۔ اور کہیں خاک اُڑائی ہوئی برآمد ہوئی۔ اور دیگر عورات ننگے سر کپڑے پھٹے ہوئے سخت ماتم کر رہی ہیں۔ اور اپنے منہ اور بالوں کو نوچ رہی ہیں۔ اور واعباسا واکبرا واقاسما و آغا کی صدائیں بلند کر رہی ہیں۔ بعض مستورات با برقعہ صرف ہاتھ آسمانوں کو کئے ہوئے گریہ بکا و اویلا کر رہی ہیں۔ میری نظر جس وقت اس واقعہ درد انگیز پر پڑی میری حالت درست نہ رہ گئی۔ بیہوش ہو گیا۔ ایک گوشہ میں کھڑا تھا وہاں ہی بیٹھ گیا۔ قریباً ۱۵ منٹ کے عالم بیہوشی میں رہا۔ یہ واقعہ جو عرض خدمت کیا ہے۔ قابل عبرت

اور رقت آمیز نہایت دردناک تھا۔

آج کل خیمہ گاہ میں خدام صاحبان سید عطیہ و سید مہدی صاحب رونق بخش ہیں۔ نہایت غریب طبع اور شریف انسان ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کربلا معلی میں بعض زیارات عتبات عالیہ ایسی ہیں۔ جو زائرین صاحبان کو پتہ نہیں لگتا مشہور معروف زیارات مقدسہ مثلاً جناب سید الشہداؑ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ و آغا ابو الفضل عباسؑ قمر بنی ہاشم و حر علیہ الرحمۃ یہ زیارات تو اظہر من الشمس ہیں۔ باقی ماندہ مقام مقدسہ بغیر تلاش اور واقف کار آدمی کے زیارت ہونا مشکل ہے۔

اوّل مقام زیارت راس الحسین

یہ زیارت باب سدرہ کے پاس راس الحسینؑ کے نام مشہور معروف ہے۔ بالکل دروازہ کے باہر قریب ہے۔ حضرات یہ وہ مقام مقدس ہے کہ جس وقت جناب سید الشہدا صلوات اللہ کا سر مبارک جسد اطہر سے شمر علیہ اللعن نے جدا کرلیا تھا۔ اور اٹھا کر اس مقام پر لے آیا۔ یہاں ایک بیری کا درخت تھا۔ زیر درخت آویزاں کردیا گیا۔ الا لعنۃ اللہ علی قوم الضالمین

۲- دوسرا مقام قریب باب زینبیہ ہے جناب علیا خاتون صلوات اللہ والسلام علیہ کا

صاحبان یہ مقام دیکھا نہیں جاتا۔ دیکھنے سے مومن کا دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس مقام مقدس پر جناب ثانی خاتون تشریف فرما ہوئے تھے۔ چنانچہ تواریخوں سے بھی یہی ثابت ہے کہ جس وقت نشان محمدی زمین پر سرنگوں

بی کو ثابت ہو گیا۔ کہ لخت جگر فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ زمین پر گر پڑے ہیں۔ اور اسپ باوفا کی خالی زین نظارے آرہی ہے۔ اس وقت ثانی خاتون بیتابانہ خیمہ اطہر سے باہر نکل پڑی ہیں افتاں وخیزاں آہ بکا کرتے اس مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ کہ بھائی جان کو جاکر دیکھوں۔ مگر ہائے افسوس کیا دیکھا۔ کہ شمر علیہ اللعن سر مبارک جناب سید الشہدا جسد اطہر سے اتار کر لے جا رہا ہے۔ آپ یہ حالت دیکھ کر عالم بیہوشی میں ہو گئے ہیں۔ اور آپ کی زبان مبارک سے جو کلمات ظاہر ہوئے۔ وہ ایک شاعر نے نظم کئے ہیں۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

باب زینبیہ

مقام عرش احترام فخر مخدرات
صاحب عصمت علیہ جناب خورشید نقاب جناب
ثانی خاتون صلوٰۃ اللہ والسلام علیہ

این جا رسید زینبِ دل خوں زخیمه گاه
این جا نظر نمود زحسرت بقتل گاه

این جا ستاد سوئے برادر نظاره کرد
این جا نشست و پیرهن صبر پاره کرد

این جا تنِ برادر خود پاره پاره دید
افزوں جراحت بدنش از ستاره دید

در قتلش از چهار طرف قوم بیدرنگ
بعضے بتیغ و نیزه و جمعی تبر و سنگ

زینب چوں قیامت کبرائے نظر نمود
فغاں کشیده چهره خراشیده موکشید

کائے قوم درمیان شما نیست مسلمے
برحال این غریب چرا نیست راحمے

آخر حسینؑ میوه قلب پیغمبر است
نور دو چشم فاطمه فرزند حیدر است

این را میکشید بخواری گناه چیست

این تشنه کام داغ علی اکبر بس است
مرگ جوان برادر نام آورش بس است

چون پاره پاره پیکر این خون جگر کنید
لب حلق خشکش از قدرے آب تر کنید

حاکم بسر که هیچکس از قوم پر عناد
گوشے باه زاری ان بینوا نداد

نگذشت ساعتے کہ نظر کرد ان غمین
بر نیزه جلوه گر سر پر نور شاه دینؑ

سراج زار کن طلب از ان شیه جواد
قریب رضا امام ہدائے ہادی عباد

سر امام باعلیا خاتون

خواہر برو کہ کار حسینؑ تمام شد
خواہر برو کہ صبح اُمید تو تمام شد
خواہر برو کہ زندگی من تمام شد
دگر بخیمه آمدن من تمام شد

کوچہ جناب دائی فضہ علیہ الرحمتہ

تیسرا مقام دائی فضہ علیہ الرحمتہ
یہ کوچہ دائی فضہ کے نام مشہور معروف ہے
عام لوگ وخاص لوگ کوچہ فضہ بولتے ہیں۔ یہ وہ
مقام مقدس ہے۔ کہ دائی فضہ علیہ الرحمتہ خیمہ
اطہر سے باہر دریائے فرات کی جانب شیر ابو الحارث
کو بآواز بلند بلا رہی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ
ابو الحارث وقت پہنچنے کا ہے۔ پامالی لاشِ
شہدا کا حکم حاکم نابکار نے دے دیا ہے
ابو الحارث پہنچ گیا ہے۔ اور لاشِ امام پر
گریہ وبکا کر رہا ہے۔ اور دائی فضہ لاشہ سید
الشہدا پر مخاطب ہو کر فرما رہی ہیں۔

۴ مقام زعفر جنی

یہ وہ مقام مقدس ہے۔ کہ اس

صلوات والسلام

کی خدمت عالیہ میں عرض معروض جہاد کی کر رہا ہے اور مولا عبا عبد اللہ ہمراہ زعفر کو لیکر لاشہ شہدا پر پہنچ گئے ہیں۔ شہدا کو دکھا رہے ہیں کبھی شبیہ علی المرتضیٰ دکھا رہے ہیں۔ کبھی شبیہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ دکھا رہے ہیں کبھی لاش قاسم کی اور علی اصغر شیر خوار کی دکھا رہے ہیں۔ غرضیکہ کل شہدا کربلا کا ملاحظہ کرا رہے ہیں اور سرکار زعفر جنی کو فرما رہے ہیں۔ اے زعفر بالائے آسمان نظر اوٹھا کر دیکھ۔ لکھتے ہیں۔ کہ زعفر نے بالائے آسمان نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو کیا دیکھا۔ کہ ملائکہ کی صفوں کی صفیں اور انبیاء مقربین وارواح طیبین الطاہرین کا مجمع بے شمار ہے۔ اور آواز مرحبا شاباش کر رہے ہیں۔ اور ہر اطراف سے آواز ملائکہ و انبیا مرسلین کا بلند ہو رہا ہے۔ واہ صابر حسینؑ واہ شاکر حسینؑ اور آپ اس کو فرما رہے ہیں۔ اے زعفر

نکل جاؤ۔ کیونکہ اس جگہ پروردہ کنار رسول عربی کا لخت جگر فاطمۃ الزہرا کا امتحان ہوتا ہے۔ تجھ سے دیکھا نہ جائے گا۔ تیری امداد کی اس وقت ضرورت نہیں۔ وہ دیکھنے والا دیکھ رہا ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ بعد شہادت زعفر روتا پیٹتا ہوا مع لشکر کے واپس ہو گیا۔

مقام استغاثہ

یہ وہ مقام مقدس ہے۔ جہاں مولا حسینؑ یا ابن رسول اللہ نے اس قوم کو مخاطب ہو کر استغاثہ فرمایا تھا۔ جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے ہو۔ میں حسینؑ ابن علی المرتضیٰ ہوں۔ والدہ میری سیدہ سردار جنان سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ نانا میرے فخر انبیاء رسول دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

جناب حمزہ و عباسؑ و جعفر طیار علیہ السلام میرے جد امجد ہیں۔ سید شباب اہل الجنۃ ہم اور میرے حقیقی بھائی ہیں۔ استغاثہ کے جواب میں ہر چیز نے لبیک یا ابن رسول اللہ کہا۔ مگر ہائے افسوس امت نبیؐ نے یعنی مصری بصری شامی کوفیوں نے جو جواب دیا۔ وہ آپ صاحبان کو بخوبی اظہر من الشمس ہے۔ چنداں بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

مقام علی اللہی

یہ وہ مقام مقدسہ ہے۔ کہ بعد شہادت عبا عبد اللہ مولا الحسین صلوات اللہ کے شہدائے کربلائے معلیٰ کی مزاروں پر ایک فقیر جاروب کشی اور قرآن خوانی اور زواروں کی خدمت کرتا تھا بتایا جاتا ہے۔ کہ قریب جناب کی مزار مقدسہ کے ایک بیری کا درخت تھا۔ اور جناب کی مزاروں

کا نام چراغ علیشاہ ہندی بتایا جاتا ہے۔ تین عدد کشتے اور دو مطہران اور دو تلواریں جو کسی مجہلی کی ہیں۔ اور دو عدد کلہاڑی جواب تک موجود ہیں۔ بندہ نے بچشم خود دیکھے ہیں۔ یہ مقام روضہ مقدسہ کے صحن کے باہر کی چاردیواری میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ وہاں یہ مقام موجود ہے۔ دریافت پر ہر شخص بتا سکتا ہے۔

دوسری روایت سے یہ ثابت ہے۔ کہ یہ شخص علی اللٰہی یعنی نصیری ہے۔ مزار ان کے د قبلہ نزدیک ایک قہوہ خانے کے گنبد تیار شدہ ہیں۔ اولاد اُن کی اب تک کربلا معلیٰ میں موجود ہے۔ اور سادات عظام کہلاتے ہیں۔ واللہ اعلم کہاں تک درست ہے

مقام اغا ابوالفضل العباس علی قمر بنی ہاشم علیہ السلام

یہ مقام آغا ابوالفضل عباس علمدار حسینی

قریب بازار میں واقع ہے
ایک دوکاندار کے قبضہ میں ہے۔ اوپر جناب کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ زیارت باقاعدہ پڑھی جاتی ہے۔ روشنی یعنی بتی دوکاندار کرتا رہتا ہے۔ اس جگہ صاحب موصوف کا ایک بازو ایک ملعون نے قطعہ کر ڈالا تھا۔ اس زمانہ میں نہر فرات یہاں سے قریب تھی۔

ہشتم مقام صاحب الزمان محمد مہدی صلوات اللہ علیہ وسلامہ

یہ وُہ مقام مقدسہ ہے جہاں مولائے آخرالزمان علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تھے۔ یہاں زیارت اور نماز ہدیہ دو رکعت نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ بالکل شہر کے قریب لب نہر حسینیہ پر واقعہ ہے۔ جناب کا یہاں تشریف لانا ثابت ہوتا ہے

* * *

مقام نہم صادق آل محمد جناب جعفر صادق صلوات اللہ و سلام علیہ

یہ وہ مقام مقدسہ ہے۔ اسجگہ پر جناب جعفر صادق صلوات اللہ تشریف فرما ہوئے تھے آپکی نماز کی جگہ ہے۔ دو رکعت نماز نفل ہدیہ صادق آل محمدؐ پڑھی جاتی ہے۔ ایک باغ میں چھوٹا سا مقام بنا ہوا ہے۔ نہر حسینہ اور صاحب الزمان کی زیارت کے قریب ہے۔

زیارت صاحب الزمان کے قریب جو نہر حسینہ پر پل پڑی ہوئی ہے۔ پل پر سے گذر کر آگے ایک باغ میں صادق آلِ محمدؐ کی زیارت اقدس ہے۔

مقام دہم سید الشہدا صلوات اللہ و سلام علیہ

یہ مقام مقدسہ خیمہ اقدس کی ڈیوڑھی

شبیہ مولا ہی ہوئی ہے۔ آپ اخیری الوداع خیمہ اقدس میں آئے ہیں۔ ہر صاحب کو علیحدہ علیحدہ وصیت فرما رہے ہیں۔ تاریخوں سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ شبیہ اقدس کو دیکھا گیا ہے۔ جناب کی کیا حالت ہے۔ کہ سر مبارک کو نیزہ کے ساتھ بہو را ئیے ہوئے ہیں اور پیشانی مبارک سے خون جاری ہے۔ مستورات صاحب عصمت نے جگر گوشہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارد گرد مثل ہالہ چاند کے حلقہ ڈالا ہوا ہے۔ جناب معصومہ دختر شاہ مدینہ جناب سکینہ نے گھوڑے کے دونو پاؤں پکڑے ہیں۔ اور چلا رہی ہیں۔ گریہ بکا کر رہی ہیں۔ فرما رہی ہیں۔ ابا اب ہم آپ کو جانے نہ دیں گے۔ آپ کی پیشانی اقدس سے خون کیوں جاری ہے۔ میرے چچا شہ عباسؑ کہاں ہیں۔ میرے بھائی علی اکبر و علی اصغر کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔ جناب کی ہمشیرہ

بھائی کی بلائیں لے رہی ہیں۔ دائی فضہ آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہی ہیں۔ جو ذیل میں درج ہے۔ عجب شان خدا نظر آرہا ہے۔

مقام قتل گاہ

یہ وہ مقام مقدسہ ہے۔ جو روضہ منورہ کے اندرون رواق یعنی غلام گردش میں واقعہ ہے یہ موقعہ جائے شہادت اظہر من الشمس ہے۔ دریافت کی ضرورت نہیں۔ خدام صاحبان دروازہ مقدسہ پر موجود ہوتے ہیں۔ قتل گاہ کا نام مشہور ہے یہ مقام ایسا ہے۔ کہ مومن سے دیکھا نہیں جاتا دیکھتے ہی حالت سکتے میں آجاتا ہے۔ کیون نہ ہو کہ پروردہ کنار رحمۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خاتون جنان کا نازپروردہ نور نظر

جبرائیل کا شہزادہ عرش معلیٰ کا گوشوارہ اس مقام پر زیر خنجر شمر ملعون کے آ رہا ہے۔ اور مثل گوسفند کے بیرحمی سے ذبح کر دیا جا رہا ہے۔ اس وقت آسمان سے منادی ندا کرتا تھا۔ الا ذبح الحسین بکربلا۔ الا قتل الحسین بکربلا۔

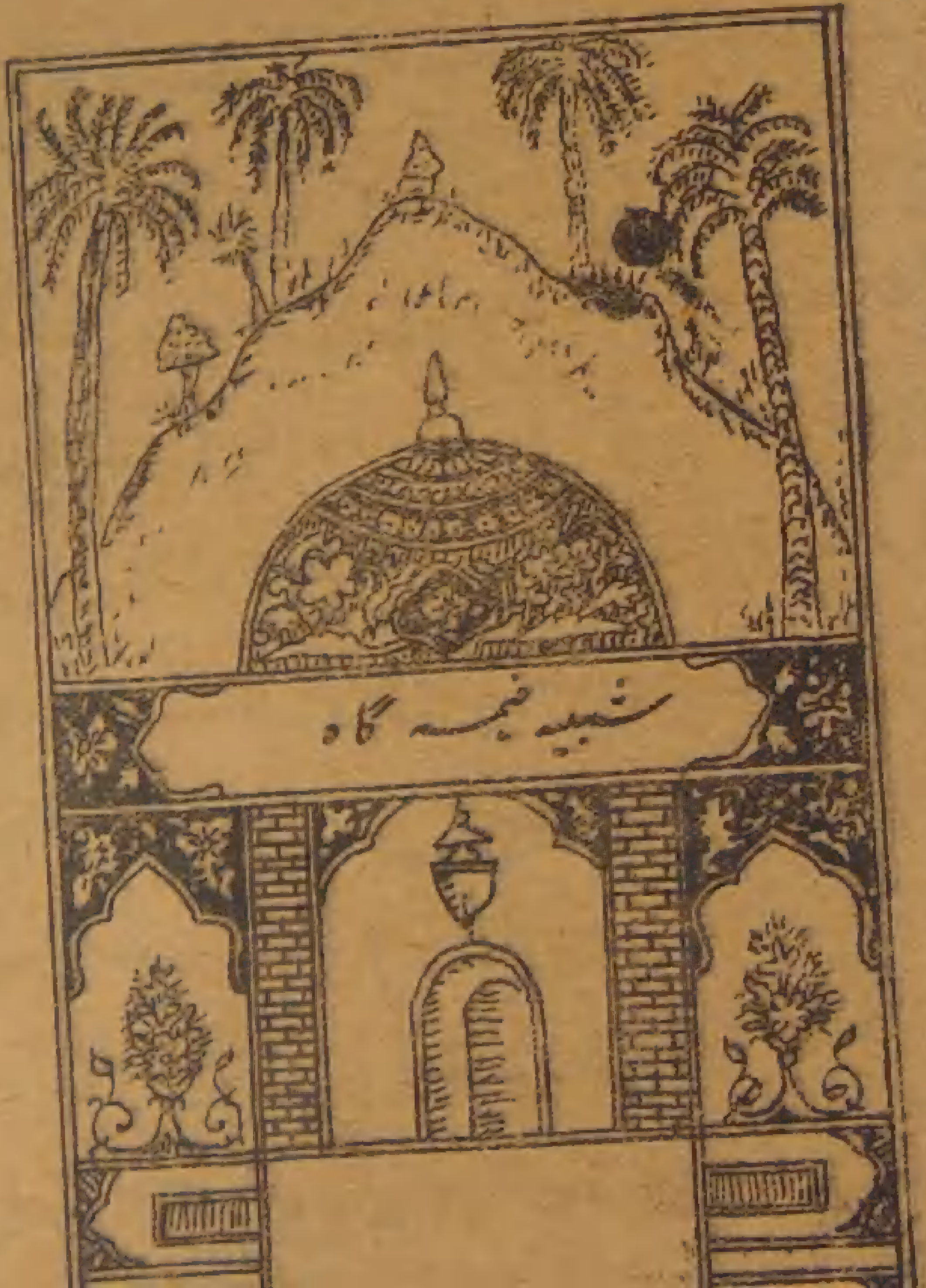

(۱۱) خیمہ گاہ آلِ محمد

خیمہ گاہ آل محمدؐ میں ایک مقام جو ایک گوشہ میں ایک چھوٹا سا قبہ ہے۔ حجلہ عروسی کے نام مشہور معروف ہے۔ یہ مقام جناب شاہ قاسم علیہ السلام کے عقد کا بتایا جاتا ہے۔ اس مقام کے بارے میں علمائے دین کا اختلاف ہے۔

دوسرا مقام خیمہ مستورات صاحب عصمت کا ہے۔ اس میں ایک مقام عبادت گاہ جناب سید الشہدا بنا ہوا ہے۔ اور مقام محراب میں پتھر کی اینٹ لگی ہوئی ہے۔ اور اُس پر عربی لکھا ہوا ہے۔ خدام صاحبان بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ عبادت گاہ مولا حسین علیہ السلام ہے۔ اور اس کے نیچے شہزادہ علی اصغر دفن ہیں۔

واللہ اعلم بالثواب

ایک مقام گہوارہ علی اصغر ہے۔ اور اسی

اندر ایک کنواں ہے۔ جو جناب عباسؑ کے نام مشہور معروف ہے۔ اُوپر ایک تاقچی لگی ہوئی ہے۔ اور اُسی خیمہ کی غلام گردش میں ایک جگہ شہزادہ علی اکبر کی لاش لائے جانے کی ہے ان مقام پر زیارت باقاعدہ پڑھی جاتی ہے خیمہ اقدس کی پیشانی پر سورۃ اِنّا انذلنا جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ اور خیمہ اقدس کے اِرد گرد فارسی کے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ جو شاعر محتشم کے ہیں۔ یہ اشعار ۱۲۲۰ھ میں دوبارہ تحریر میں آئے ہوئے ہیں۔

خیمہ مقدسہ کے سرداب میں قبریں پائی گئی ہیں۔ کیونکہ اوپر نام مدفونوں کے کندہ ہیں۔ دوسرا خیمہ گاہ کے قبلہ کی طرف مقام جناب سید الصابرین امام زین العابدین علیہ السلام کے نام مشہور معروف ہے۔ آپ کا بستر بیماری اسی خیمہ میں تھا یہ ایک چھوٹی سی کوٹھری ہے۔ زیارت باقاعدہ

یعنی پہلا دروازہ ہے۔ اب ڈیوڑھی کے نام مشہور ہے۔ دراصل یہ مقام خیمہ جناب آغا ابوالفضل عباس علمبردار لشکر حسینی کا ہے۔ اس کے زیر سرداب میں بھی قبریں پائی گئی ہیں۔ اندرون خیمہ گاہ کے قبلہ کے رخ حوض ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک کنواں ہے۔ خدام صاحبان نے ایک چھوٹی سی باغیچی لگائی ہوئی ہے اور ایک خیمہ کے آگے ڈیوڑھی کے ساتھ نلکا شیریں پانی کا لگا ہوا ہے۔ آج کل خیمہ گاہ میں خدام صاحبان سید عطیہ صاحب و سید مہدی صاحب رونق بخش ہیں۔ نہایت شریف اور غریب طبع انسان پائے گئے ہیں۔

حضرات یہ وہ خیمہ مقدسہ ہے۔ جسکی بابت اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات پاک ارشاد فرمارہی ہے۔ کہ نبی کے گھر میں تم لوگ بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتے۔ مگر جائے افسوس ہے۔ امت

کریمہ کی میدان کربلا معلی میں
کیسی تعمیل کی۔ کہ اس خانہ اہل بیت محمدؐ کو آگ لگا
دی گئی۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے۔

اشعار مقام خیمہ گاہ

ایں خیمگاہ کیست ایں گونہ روشن است
وایں بارگاہ کیست کہ ایں گونہ گلشن است
ایں خیمہ گاہ سبط رسولِ مکرم است
ایں بارگاہ اولاد آدم است
ایں خیمہ گاہ شاہ غریب است الفلاں
کز بہر او شدہ ہمہ ایجاد انس و جاں
ایں خیمہ گاہ منزل کلثوم و زینب است
ایں جایگاہ عابد و بیمار در تپ است
در ایں مکان ز جور خساں اصغر صغیر
تیر ستم بحلقش آمد بجائے شیر

⁂

از دختران بیکس و اطفال بے نوا
در این مکان ہنوز بگوشم رسد فغاں
از کودکان تشنه و زنہائے ناتواں

آه از دمیکه زاده سعد لعین زکین
آمد بسوئے خیمه خرگاه شاه دین
آتش فگند در حرم شاه دین پناه
مرشد بآسمان ز یتیماں فغان واه

ہم چوں غزال جمله دویدند ہر طرف
که جانب مدینه گه جانب نجف
کئے جد و باب از ستم کوفیاں اماں ۲
آتش زدند خیمه و خرگاهِ ما زنان

ما بیکساں ز ظلم حساں جمله در خشاد
دلہائے ما ز مرگ جوانان شده است یاد
اے جد و باب چادر معجر ز ما برند ۲
خلخال گوشواره از گوش و ز پا برند ۲

از ضرب تازیانہ شدہ شانہا کبود
فریاد واہ مابود از فرقہ عنود
واعظ زجور اہل ستم میکند فغان
گرید شبان روز براحوال ما زنان

احقر سید شہبانا

یہ اشعار خیمہ گاہ کی ڈیوڑھی پر لکھے ہوئے ہیں۔

شانِ خدا

میرا اپنا تجربہ ہے۔ اور میرے دیکھنے میں آیا ہے۔ اور تحقیق پر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جناب سرکار سید الشہدا و آغا ابوالفضل عباس علمدار حسینی صلوات اللہ و سلام علیہما اور دیگر آئمہ اطہار کی بارگاہوں میں اکثر کبوتر رہتے ہیں۔ خاصکر جناب آغا ابوالفضل عباس علیہ السلام کے دربار عالیہ پر کبوتر کثرت سے رہتے ہیں۔ مگر ان کو اجازت ہے۔ جہاں اُن کی مرضی جائے

بیرون قبہ نورانی پر بیٹھتے ہیں۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ مگر آنکھوں سے دیکھا گیا۔ اور بارہا تجربہ میں آیا کہ سرکار عالیہ جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب صلوات اللہ و سلامہ علیہ کی بارگاہ کے قبہ نورانی پر اور اندرون ضریح مقدسہ پر ہرگز نہیں بیٹھتے۔ اور باہر قبہ نورانی کے قریب آئے پھٹ کر دو غول بن کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ عجب شان خدا ید اللہ کے گھر میں نظر آیا۔ نہایت سخت افسوس ہے۔ کہ حیوانات مثل چرند پرند و درند شانِ امامت کو سمجھ کر جھک کر سر بسجود ہوں۔ مگر ہائے افسوس اُن مسلمان کلمہ گویان پر جو حیوانوں سے بھی بد ترین خلائق بن گئے۔ اور اس خاندان نبوت و رسالت کی شناخت نہ کی افسوس صد افسوس ہے کسی کو مسجد کوفہ میں کسی کو کنارہ فرات پر کسی کو کربلائے

خراسان وسامرہ میں اور مدینہ منورہ میں بے جرم بے خطا بے رحمی سے شہید کر ڈالا۔

بکھیرے گل ریاض پیمبر کہاں کہاں

اسجگہ جناب استادیم صاحب کا ایک شعر یاد آگیا ہے۔ ص

محزون ختم مضمون نہ ہو ندا امت والے جبراندا
ہے کافی پتہ رودن کیتے نکھڑی ہویاں قبراندا

کربلائے معلیٰ تین حصہ پر منقسم ہے

خیمہ آل محمدؐ صلوات اللہ و بارگاہ سید الشہدا اور جو اس اطراف میں آبادی ہے۔ یہ کربلا معلیٰ میں داخل ہے۔ اور آغا ابو الفضل عباس علیہ السلام کا جو حصہ شہر ہے۔ وہ غاذریہ میں داخل ہے۔ اور تیسرا حصہ شہر باب رضا سے باہر بنیوا کا ہے۔ اور سابقہ زمانہ میں کربلا معلیٰ کو ماریہ بھی بولا جاتا تھا۔ کربلا معلیٰ میں رخ قبلہ بدل جاتا ہے۔ اسجگہ رخ قبلہ عین دکن میں ہے۔ کیونکہ ضریح اطہر سید الشہدا کے پاؤں عین مشرق

میں ہیں۔ اور بالائے سر مبارک
چہرہ حضور انور سشہ مشرقین و المغربین بطرب قبلہ
جنوب میں ہے۔ اور جو تھا رخ شمال میں ہے۔ نماز
جانب جنوب عین دکن میں ادا کی جاتی ہے۔

کربلائے معلیٰ کی آب و ہوا

کربلائے معلیٰ کی آب ہوا نہر کی آبادی کیوجہ سے مرطوب ہو گئی ہے۔ میرا پہلا سفر عرصہ پچیس سال گذرا ہے۔ نہر کی اتنی آبادی نہ تھی۔ صرف نہر حسینہ کی طغیانی کی وجہ سے زمین سیراب ہو جایا کرتی تھی۔ اب نہر حسینہ کا پانی مستقل ہو گیا ہے۔ گرد نواح کربلائے معلیٰ کے اب پورے طور آبادی ہو گئی ہے۔ لوگوں کو باغات کا از حد شوق ہے۔ کیونکہ اکثر باغات بندہ نے ایسے دیکھے ہیں۔ جنکی مثال ہندوستان میں کم پائی جاتی ہے۔ ہر قسم کا بوٹا اور ہر قسم کی ترکاری یعنی سبزی کی پیداوار عام طور پر ہوتی ہے۔ دوسرا اسٹیشن ریل اور شہر کربلائے معلیٰ کے اثنا راہ میں ایک

پانی کا دلدل بن گیا ہے۔ بارہ ماہ وہ پانی خشک نہیں ہوتا اس کی وجہ سے بھی آب و ہوا مرطوب ہو گئی ہے۔ اور اس دلدل کے نیچے اوپر کا پانی ایک ہو گیا ہے۔ رات ہمیشہ سرد ہوا کرتی ہے۔ دن کو سخت گرمی رات کو سرد ہوا اور خنکی معلوم ہوتی ہے۔ پسو مچھّر کی شکایت عام طور پر ہے۔ بغیر جالہ کے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ جالہ کا استعمال کرنا نہایت ضروری ہے۔ ایّام سردی میں سردی کی شکایت سننے میں آئی ہے۔ بندہ کو ایّام سردی میں اتفاق رہنے کا نہیں ہوا۔ نجف اشرف کی آب و ہوا نسبتاً کربلائے معلیٰ خشک ہے۔ اور گرمی وہاں زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ فی الحال اسجگہ نہر کی آبپاشی کا کوئی وسائل نہیں ہے۔

اتفاق

کربلائے معلیٰ میں اقوام ماشکی جن کو عراقی سقہ بولتے ہیں۔ عجب طرح کا اُن میں اسلامی اتفاق

ملاعین نے سرہائے شہدائے کربلا اس مسجد حنانہ میں رکھے جناب سید الشہدا کا سر مبارک مسجد کے درمیانی قبہ میں آویزاں کردیا تھا اور دوسرے سرہائے شہدا اس مسجد میں جابجا آویزاں کردیئے گئے تھے مومن چار رکعت نماز ہدیہ سید الشہدا ادا کرتے ہیں۔ ملاعین کو نفرین کرتے ہیں۔ جناب علیؑ کا روضہ منورہ اس مسجد حنانہ کے بالکل قریب ہے میرے خیال میں جب اہلبیت اکرام یہاں شب باش ہوئے ہونگے۔ تو ضرور بالضرور اہلبیت اطہار یعنی معصومہ صاحب عصمت جناب ثانی خاتون و اُم کلثوم دختران امیر المومنین علی المرتضیٰ صلوات اللہ و جناب بیمار کربلا زین العباد و دیگر صاحب اطہار جناب کے روضہ منورہ یعنی قبر اطہر کو دیکھ کر فرماتے ہونگے اور بآوازِ بلند گریہ کناں ہو کر ضرور بالضرور کہتے ہونگے۔ یا امیر المومنین، یا امیر المومنین

دیکھو ہماری حالت پر

تمت تمام شد

شبیر حسینؑ کربلائی مشہدی تاجر کتب چوک بازار ملتان شہر (پنجاب)

خاکسار غلام فرید الدین کاتب ملتانی

تحفہ مشہد مقدس

تعویذی عکسی لاکٹ قرآن شریف بلا مبالغہ آج سے پہلے ایسا تعویذ لاکھ روپیہ کو بھی ملنا مشکل تھا یہ تحفہ مشہد مقدس کا طبع شدہ ہے ہم اپنے ساتھ لائے ہیں ایک انچ لمبا پون انچ چوڑا ہے وزن دو تین ماشہ سے زیادہ نہیں پورے تیس سپارے ہیں بچوں کے گلے میں پہننے اور آپس میں تحفہ دینے کیلئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ہدیہ اصل دو روپے رعایتی ہدیہ صرف ایک روپیہ

نماز شیعہ مترجم :- از تصنیف جناب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب کربلائی مطابق فتاوے جناب سرکار قبلہ مولانا سید علی حائری صاحب مجتہد اس میں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام، اصول دین فروع دین نجاسات غسل طہارت، تلقین میت، خطبہ جمعہ و عیدین وغیرہ وغیرہ درج کی گئی ہیں اس کے ہوتے تحفۃ العوام کی ضرورت نہیں موٹی قیمت عہ

ملنے کا پتہ

شمس حسین کربلائی مشہوری تاجر کتب ملتان شہر

ہے۔ کیونکہ آئمہ اطہار کی بارگاہوں کی حضوری یں حاضر بحضور ہیں۔ سگ حضوری بہ از فرزند دوری کے مصداق ہیں۔ جتنی بھی عزت و توقیر کی جاوے بہت تھوڑی ہے۔ مگر ان جملہ صاحبان میں سے ایک وجود ذیجود جناب سید نور الدّین صاحب سلمہ اللّٰہ المعروف سید نوری صاحب ان کی تعریف و توصیف حتی المقدور تحقیق کرنے سے سب صاحبان سے جداگانہ پائی گئی ہے۔ واقعی یہ وجود اسم بامسمّٰی سید نوری نوری ہیں۔ لاریب و لاشک حضور کی بارگاہ عالی کے حضوری ہیں۔

شنیدہ کئے بود مانند دیدہ

جس قدر تعریف زائرین صاحبان سے سننے میں آئی تھی۔ اُس سے بدرجہا اولیٰ ظہور میں آئے ہیں خاصکر زائرین صاحبان کے واسطے مثل والدین کے پائے گئے ہیں۔ ہر طرح کی تکلیف زائرین کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم صدقہ آئمہ اطہار کے ایسے خدا کے بندوں کو سلامت باکرامت

آمین ثم آمین

آجکل بارگاہ جناب سید الشہدا صلوات اللہ و السلام پر سجادہ نشین یعنی کلید بردار حاجی سید عبد الحسین صاحب ہیں۔ اور آغا ابو الفضل عباس قمر بنی ہاشم کی بارگاہ عالیہ پر کلید بردار سید مرتضیٰ صاحب ہیں۔ اور آج کل مجتہد صاحب جناب شیخ احمد صاحب بڑے پائے کے مشہور و معروف انسان خصلت ہیں۔ اور صاحبان بھی ہیں۔

جناب سید عبد الحسین صاحب طبا طبائی جناب سید حسنؒ صاحب طبا طبائی اور جناب شیخ محمد علی صاحب قمی علمائے و فضلا و ذاکرین صاحبان کی تعداد کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ میرے اپنے ناقص خیال میں جتنا علم و فضل کا چرچہ نجف اشرف میں دیکھا گیا ہے۔ اور کسی جگہ نہیں پایا گیا۔ اور نہ سنا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ انا مدینتہ العلم و علیؑ بابہا کے مقام مسکن کی جگہ ہے۔

نام نامی شیخ زین العابدین صاحب تھا۔ وہ بہت عارف باللہ اور اس عراق و عرب و عجم میں ایک تھے۔

عراق عرب زائرین کے واسطے ضروری

اس ملک میں سرخ فلفل و روغن زرد و روغن سیاہ و تمباکو پنجابی و قند سیاہ و قند سفید یہ اشیاء نہیں پیدا ہوتیں۔ اور اگر ملتی ہیں۔ تو بہت گراں قیمت پر زائرین صاحبان کو ہمراہ لانا ضروری ہے۔ دیسی تمباکو ہرگز نہیں ملتا اس کی بجائے خاکہ تتن یعنی تمباکو کی گرد دریافت کرنے پر بازار سے بہت ارزاں مل جاتی ہے وہ گرد تمباکو بہت اچھا کام دیتی ہے۔ کوئلہ و چاۓ سبز کا ہمراہ لانا ضروری ہے۔

کربلائے معلیٰ کی یادگار اشیائے

کربلائے معلی میں زیادہ تر خرید فروخت تسبیح و سجدہ گاہ خاک شفا اور کفن وغیرہ کی ہوتی رہتی ہے۔ اور تبرک بھی یہی ہے۔ دور دور ملکوں میں سینکڑوں من یہ خاک شفا جاتی ہے در نجف عقیق، فیروزہ، سلیمانی، سنگ یا زر کہربا سنگ ستارہ جدید سنگ شاہ مقصود وغیرہ وغیرہ سنگ کی اشیاء فروخت ہوتی ہیں۔ سامان ظرف سموار نہایت عمدہ الم دونچہ وصراحیاں انگشتریاں برائے طفلان تعویز تختیاں بازوبند وغیرہ وغیرہ تحفہ پائے جاتے ہیں۔ اچھا بارونق شہر ہے۔ آبادی شہر کربلا معلی کی فی الحال قریباً ۷۵ ہزار کے ہے۔ ترکوں کے زمانہ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار مردم شماری تھی۔ جنگ کی وجہ سے لوگ نکل گئے ہیں۔ مکانات اکثر پختہ ہیں۔ اور زیر سرداب ہیں۔ کنوؤں کا پانی بالکل خراب کھارا ہے۔ اکثر شرب کے واسطے فرات کا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر مکان

شیریں پانی کے لگ گئے ہیں۔ بہت آرام ہوگیا ہے۔

بنائے روضہ مقدس جناب سید الشہدا صلوات اللہ علیہ وسلامہ

زبان کو کیا طاقت ہے۔ کہ اس مقدسہ عمارت کے متعلق قلم کو اٹھائے۔ اور اس بحرِ بے کنار کو کوزہ میں بند کرے۔ جس کے شان منازل میں خود سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد موجود ہے

ھذا الروضۃ من ریاض الجنۃ

کا ارشاد شاہد ہے۔ اب بندہ اسجگہ حالات دربار معلیٰ کے بارے جسطرح ثبوت پہنچا ہے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا ضروری ہے۔ زبانی جناب رئیس الخدام آقا سید نورالدین صاحب ثابت ہوا۔ کہ ہمارے آباؤ اجداد کے ملفوظات اور دیگر کتب تواریخ سے اس طرح ثابت ہوا ہے

وہ خاندان عالبوا کے نام مشہور معروف ہے انہوں نے جناب کے روضۂ مقدسہ کی بنیاد قائم کی۔ اور پختہ اور خام تیار کرایا۔ بعد ازاں خاندان صفوی نے تمامی مزارات آئمہ اطہار پر بہت سی ترقی دی جو عباس صفوی کے نام سے مشہور معروف ہے۔ بعد ازاں خاندان شاہی جو دیالیمہ کے نام سے مشہور تھے۔ اونہوں نے سرکار کے دربار عالیہ کی عمارات کو دوبالا کر دیا۔ بعد اُس کے سلطان روم جو سلطان مراد کے نام مشہور ہے۔ اس کے بیٹے سلطان سلیم نے کربلا معلیٰ و نجف اشرف و کاظمین شریفین کی عمارات کو ترقی دی۔ بعد ازاں خاندان قاچاری نے ان عتبات عالیات پر بہت سا حصہ اس کار خیر میں لیا۔ ہر دو حرمین الشریفین کی دیواریں بنائیں۔ اور باب ہائے ہر دو صاحبان کے ناصرالدین قاچار کے دادا بزرگوار فتح علی شاہ قاچار خلد اللہ ملکہٗ نے تیار کرائے تھے۔

فتح علی شاہ قاچار شاہ ایران کے زمانہ

میں کربلائے معلی میں علامہ شیخ عبد الحسین
خلد اللہ ملکہ مجتہد طہرانی قیام پذیر تھے۔ یہ ایک بڑے
پایہ کے بزرگوار عالم باعمل تھے۔ جن کا مزار مقدسہ باب
سلطانیہ و باب سدرہ کے درمیان گوشہ میں ایک
حجرہ میں ہے۔ حضور کی ضریح مقدسہ کے دروازہ
پر ناصر الدین قاچار کا نام درج ہے۔ باب طلا یعنی
باب قبلہ جناب آغا ابو الفضل عباس علیہ السلام
کے دروازہ نقری کے طاقچہ پر بایں عبارت تحریر
میں آیا ہوا ہے۔

در عہد دولت زمان شوکت خاقان
جم جاہ سکندر بارگاہ خسرو کاؤس فر فریدون
السلطان ابن سلطان والخاقان ابن الخاقان
فتح علی شاہ قاچار خلد اللہ ملکہ لکھا ہے۔ اس
مرحوم نے ہر دو صاحبان کی دیوار بنائیں اور صحن
مبارک کا فرش نہایت مضبوط لگا دیا ہے۔ جس
کے زیر سرداب ہیں۔ جن میں لاشیں دفن ہوتی
ہیں۔ حجرے اور درس گاہیں کتب خانے تیار کرائے

منورہ بہت وسیع اور کشادہ ہے۔ کیونکہ اس میں اندر مسجد بھی آگئی ہے۔ اور خود بھی فراخ ہے۔ اندرون و بیرون جو سونا یا چاندی یا شیشہ یا لوہا وغیرہ کا کام جو ہوا ہوا ہے عقل فکر میں نہیں آتا جو تحریر میں آسکے۔ روضہ مقدسہ کے اندر ایک تو سرکار عالیہ کی ضریح اقدس ہے۔ جو فولاد اور چاندی اور سونا کی تیار کی ہوئی ہے۔ جس کے اندر حضور معلیٰ کے پاؤں کی طرف شہزادہ شبیہ رسول اللہ یعنی علی اکبر و شیرخوار شہزادہ علی اصغر علیہ السلام مدفون ہیں۔ دوسرا حضور معلیٰ کے پاؤں کی جانب ضریح اقدس گنج شہدا بنی ہوئی ہے۔ بالائے سر حضور انور شجر مریم دیوار میں چسپاں ہے۔ حضور معلیٰ کے رواق یعنی غلام گردش میں جناب حبیب ابن مظاہر علیہ السلام کی ضریح مقدس پیتل اور فولاد کی بنی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت اُکی مقام

ایک گوشہ میں ضریح مقدسہ جو پیتل اور فولاد کی تیار ہے۔ جناب سید ابراہیم ابن سید محمدؑ شیرازی ابن جناب موسیٰ ابن جعفر صلوات اللہ والسلام علیہ مدفن ہیں اور آپ بھی مدارج شہادت سے فائز ہوئے ہیں۔ آپ کی شہادت کی وجہ اس طرح پر ثابت ہوئی ہے۔

آپ شیراز سے روانہ ہو کر کربلائے معلیٰ و نجف اشرف کی زیارات اپنی جد امجد کے واسطے کربلائے معلیٰ میں قیام پذیر ہوئے۔ زمانہ بنی عباس کا تھا۔ بعد عرصہ کے قوم عرب میں آپ نے شادی کر لی۔ اور آپ صاحب اولاد ہو گئے۔ آپ کے ہاں ایک صاحبزادی بھی تھی۔ بہ سبب مخالفت زمانہ کے آپ اپنا حسب نسب اظہار نہ فرماتے تھے۔ ایک دن آپ گھر کو تشریف لا رہے ہیں۔ گھر میں آکر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ لڑکی کو اس کی والدہ مار رہی اور سخت نرم الفاظ کہہ رہی ہے۔ آپ اپنی اہلیہ

کو فرماتے ہیں۔ کیا تمہیں جناب سیدہ معصومہ خاتون جنان سے خوف نہیں آتا۔ اہلیہ آپ کی اس بات کو سمجھ گئی۔ کہ یہ تو بنی فاطمہؑ ہیں۔ انہوں نے اپنے والدین اور بھائیوں سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ کہ میرے شوہر بنی فاطمہؑ معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے جناب سید ابراہیمؑ سے کہا۔ اگر آپ بنی فاطمہؑ ہیں تو جناب سید الشہدا صلوات اللہ کی ضریح مقدسہ پر چل کر السلام علیکؑ یا ابن رسول اللہ کی صدا کرو۔ اگر آپ بنی فاطمہؑ ہیں تو آپ کو سلام علیک کا جواب سید الشہداؑ صلوات اللہ ضرور دینگے۔ چنانچہ جناب سید ابراہیمؑ صاحب کو مزار سید الشہدا پر لے آئے۔ آپ نے باواز بلند اپنے جد مبارک کو کہا۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم جواب میں ارشاد ہوا۔ علیکم السلام یا اولادی جس وقت آواز سید الشہدا اُن لوگوں نے سنا

وقت اُن لوگوں نے سید ابراہیم علیہ السلام کو ضریح مقدسہ پر شہید کر ڈالا۔

الا لعنۃ اللہ علیٰ قوم الظالمین

باقی ماندہ اولاد آپ کی شہید کرنے لگے۔ مگر اُن کی والدہ کی منت سماجت سے باز رہے۔ اب ان صاحب زادوں کی اولاد کربلائے معلیٰ و نجف اشرف میں موجود ہے۔ جو سرکار معلے کی خدامی کرتے ہیں۔

جناب رئیس الخدام سید نور الدّین صاحب و جناب سید عبود صاحب و جناب سید ہاشم صاحب وغیرہ وغیرہ اولاد میں سے موجود ہیں۔

کربلائے معلیٰ میں آمدنی بذریعہ دفن اموات کے بھی ہوتی ہے

جناب کے اندرون غلام گردش میں بھی زیر فرش سرداب ہیں اور باہر صحن مبارک میں بھی زیر فرش سرداب ہیں۔ جن میں لاشیں دفن ہوتی ہیں۔ ہر روز اندرون و بیرون سینکڑوں لاشیں دفن ہوتی ہیں۔ دفن اموات کی بابت پہلے حکومت میں درخواست دینی پڑتی ہے۔ اور کلیدبردار کی بھی اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ جو لاشیں رواق میں یعنی دربار عالیہ کے ایک حصّہ کے اندر دفن کرنے کا خواہش مند ہو تو مبلغ قریباً دوصد بیس روپیہ کلیدبردار اور حکومت لیتی ہے۔ اور حضور والا کے صحن مبارک میں مبلغ چالیس روپے خرچ آتے ہیں۔ یہ تو دربار معلیٰ کی فیس مقررہ ہے۔ چاہے کتنے دفن کرلو۔ اگر باہر شہر کے حدود کربلا میں دفن کئے جائیں۔ تو اس وادی میں بھی حکومت اور کلیدبردار حق الارض لے لیتی ہے۔ جو قریباً پندرہ سولہ روپے ہوتے ہیں۔ یہ سب اوقاف دربار عالیہ

میں یہ اوقاف کی آمدنی صرف کلید بردار رکھا لیتے تھے۔ ترکوں نے اپنے عہد حکومت میں اوقاف کو قبضہ میں لے لیا۔ اب گورنمنٹ ہندوستان کے قبضہ میں ہے۔ خزانہ میں داخل رہتا ہے۔ اور کلید بردار کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ حکومت باقاعدہ حساب کتاب رکھتی ہے۔ دربار کی ریخت مرمت پر خرچ ہوتا رہتا ہے جو چیز دربار عالیہ میں بطور نذر یا ہدیہ سرکار پیش کی جاوے وہ خزانہ میں داخل ہوتی اور اس پر وقف کی مہر لگائی جاتی ہے۔ یا وقف کنندہ کا نام لکھا جاتا ہے۔ اب سنا گیا ہے۔ کہ اشیا وقف کا حکومت فوٹو لیتی ہے۔ ایک فوٹو وقف کنندہ کو ملتا ہے۔ اور ایک اس اشیاء پر مثلاً فرش قالین وغیرہ پر لگتا ہے اور ایک حکومت میں جاتا ہے۔ اُس اوقاف کی آمدنی وخرچ کا محافظ کلید بردار ہوتے ہیں حساب کتاب باقاعدہ ہے۔

⁂

سرکار معلیٰ کے کفش بردار

اسجگہ سرکار سید الشہدا و آغا ابو الفضل عباس علیہ السلام کی بارگاہ معلیٰ پر جو ڈیوڑھیوں میں کفش برداری کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کرنا ضروری تھا کیونکہ زائرین صاحبان کی خدمت کرتے دیکھا ہے۔ تو ان کو ہی دیکھا ہے۔ واقعی کفش برداروں کا حق زائرین صاحبان سے ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ایسی بارگاہ معلیٰ کے ملازم اور ہم جیسے نالائق گنہگار کا جوڑا اٹھائیں۔ کیا کریں ہم مجبور ہوتے ہیں۔ دوسرا اُن میں عجیب و غریب ایک بات پائی گئی ہے۔ جو عقل میں نہیں آتی۔ ہزار جوڑا پاؤں کا پڑا ہو تو آپ کا ہی نکال کر آپ کے آگے رکھ دینگے۔

فہرست یادداشت اسمائے مبارکہ کفش برداران بارگاہ سید الشہدا صلوات اللہ و سلام علیہ

نمبر شمار	نام باب	نام کفش برداران
۱	در رواق	سید جعفر صاحب
۲	در حبیب ابن مظاہر	شیخ مہدی و جواد صاحب
۳	در ایوان	شیخ احمد صاحب
۴	در ایوان	سید محمد صاحب ابن سید مہدی صاحب
۵	در ایوان	سید ہاشم نور صاحب
۶	در ایوان	سید سلیمان صاحب
۷	در ایوان	شیخ ابراہیم صاحب
۸	در ایوان	شیخ حسن قاؤ
۹	در رواق	حاجی شیخ صادق
۱۰	در رواق	حاجی سید محمد حسن

فہرست اسمائے مبارک کفش برداران بارگاہ عالیہ آغا ابو الفضل عباس علیہ السلام

۱	در ایوان	شیخ حسن صاحب
۲	در ایوان	شیخ عبد الحسین صاحب
۳	در ایوان	شیخ عبود صاحب

۴ در رواق شیخ محمود صاحب

۵ ایوان شیخ رضا صاحب

۶ ایوان شیخ علی صاحب

۷ ایوان شیخ باقر صاحب

اسمائی درہائی صحن مقدس حضرت امام حسین علیہ السلام

پہلا باب در قبلہ کے نام مشہور ہے
دوسرا باب زینبیہ کے نام نامزد ہے۔
تیسرا باب سلطانیہ و مدرسہ حسن خاں در صافی در صحن کوچک طرف بازار قاضی الحاجات و باب سدرہ و باب عباسی

....

یہ کتاب اور ہر قسم کی کتب بوقت ضرورت شبیر حسین کربلائی مشہدی تاجر کتب چوک بازار شہر ملتان ملک پنجاب سے طلب فرماویں

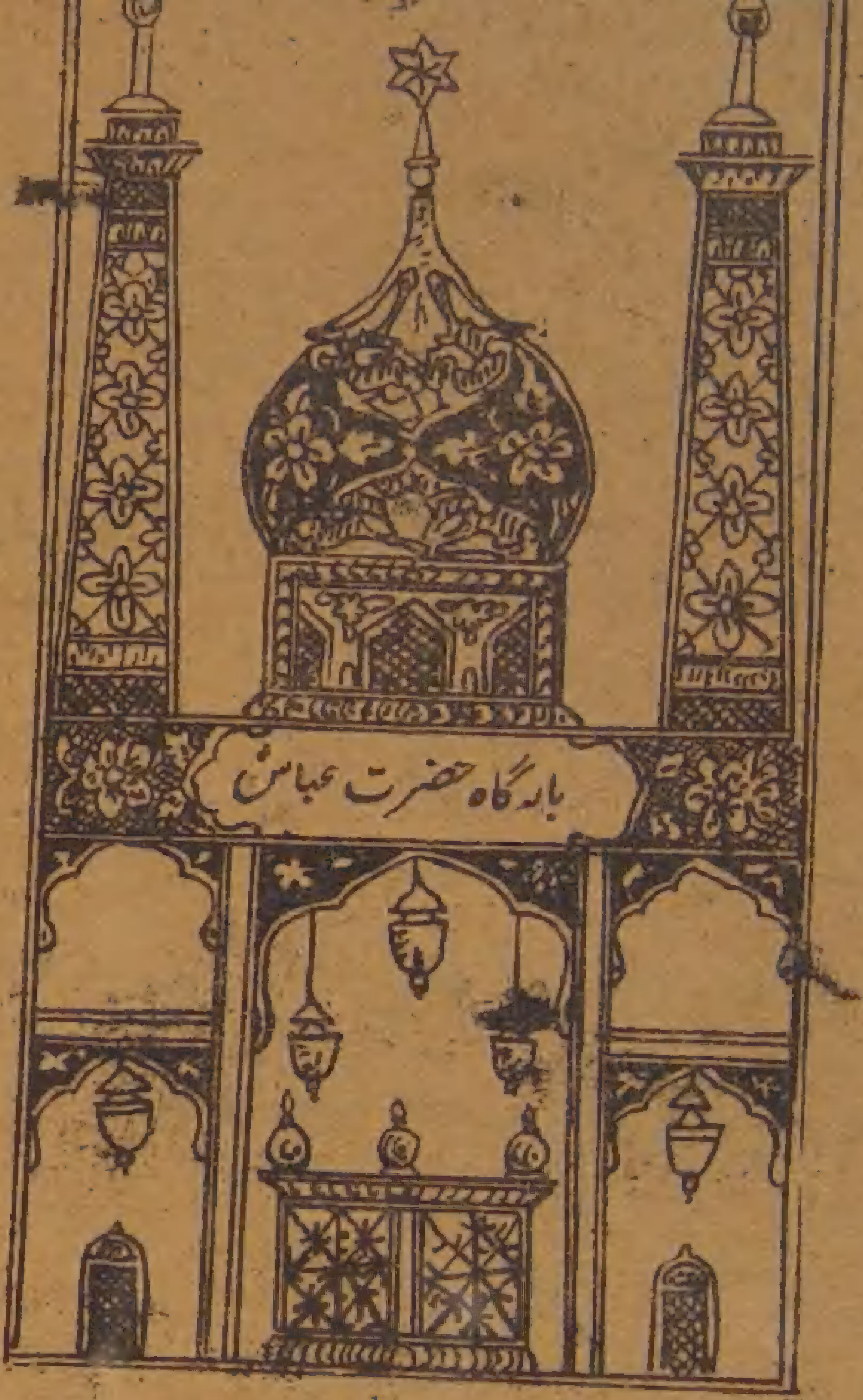

بارگاہ حضرت عباسؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ

در تعریف دربار عالیہ آغا ابوالفضل عباس قمر

بنی ہاشم علیہ السلام

جناب آغا ابوالفضل عباس علیہ الصلواۃ

والسلام کے دربار عالیہ کی عمارت کے متعلق تو بندہ تحریر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عقل فکر میں نہیں آتا۔ دیکھ کر انسان کی عقل گم ہو جاتی ہے۔ اندرون حضور انور کی ضریح مبارکہ پر جو کام سونا چاندی لوہا، فولاد، و بلور، شیشہ اور اشعار عربی و فارسی و قرآن مجید کے سوہائے لکھے ہوئے ہیں۔ بیرون ضریح مقدسہ کے اطراف پر چاندی کے اوپر اشعار محتشم علیہ الرحمتہ شاعر کے مندرج ہیں۔ جس کا ایک مصرعہ پیش خدمت کیا جاتا ہے۔ ؎

کشتی شکست خوردۂ طوفان کربلا،
در خاک و خون فتادہ بمیدان کربلا،

اور اوپر ان اشعار کے سورۃ دھر لکھی ہوئی ہے۔ بندہ کی طاقت نہیں کہ اس کو تحریر میں لا سکے۔ ایسا ہی غلام گردش یعنی رواق میں کام کیا ہوا ہے۔ باہر کے صحن مبارک کی جو چار دیواری یعنی شہر پناہ ہے اس پر رنگ سازی اور

بیلکاری کا کام بنا ہوا ہے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور قرآن مجید و فرقان حمید اس چار دیواری پر لکھا ہُوا ہے۔ میرے خیال میں کئی قرآن مجید اُس چار دیواری پر تحریر شدہ ہیں۔ ایک شانِ خدا نظر آتی ہے۔ اور مُنہ سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔

اللھم صلے علے محمدؐ و ال محمدؐ

خدا کی باتیں خدا ہی جانے اس چاردیواری صحن اقدس میں سات عدد دروازے ہیں بڑے عالیشان اور بلندی پر تیار ہیں۔ پہلا دروازہ باب قبلہ کے نام مشہور معروف ہے۔ اوپر ساعت لگی ہوئی ہے۔ وقت کا پتہ دیتی ہے۔ بہت بلندی پر نہایت عالیشان بنا ہوا ہے۔ مگر سابقہ زمانہ سے اَب اُس کا کام بہت بالا تر ہو گیا ہے۔ جو کہ محمدؐ سرور خاں صاحب قزلباش کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ صاحب موصوف نے کربلا معلیٰ میں

لیا۔ بازار
جو سدھائی پر ہے۔ وہ سب آپ کی کوشش کا نتیجہ
ہے۔ خدا ایسے شخصوں کو برسر اقبال سلامت رکھے
آمین ثم آمین۔ بندہ نے کربلائے معلیٰ میں آپ کی
مدح ستائش میں قصیدے سنے ہیں سنکر نہایت
دل خوش ہوا۔ چنانچہ ایک قصیدہ آپ کی مدح تعریف
میں میرے ایک مہربان جناب منشی محمد رضا خان صاحب
لکھنوی مختار املاک ناظم خان صاحب لکھنوی سے
حاصل ہوا جو ذیل میں درج ہے۔

بفضل ابو الفضل ہادی دین
در قبلہ راہ ہویدہ شدہ
محمد بہ سرور خان نام او
چو در کربلا حکم فرمان شدہ
عجب کارہائے نمایاں نمود
کہ شایان تحسین اعلا شدہ
در قبلہ را تیز نو ساختہ
معاون ہمیں راہ تازہ شدہ

کہ تیار ہُئے باپ جادا شدہ
ندائے در آمد بگوائے رضا
رہ حق نما خوب پیدا شدہ
سنہ ۱۳۳۸ھ

دوسرا باب جناب امیر علیہ السلام کے نام مشہور ہے۔

تیسرا باب غریب الغربا امام رضاؑ کے نام مشہور ہے۔

چوتھا باب باب حُسینی جو جناب سید الشہدا علیہ السلام کی بارگاہ معلیٰ کی طرف ہے۔

پانچواں باب مہدی آخر زمان صلوات اللہ یا باب الحوائج کے نام مشہور ہے۔

چھٹا باب جعفرؑ صادق آل محمدؐ کے نام مشہور ہے۔ جناب کے صحن مبارک میں دو سبیلیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک سبیل پر ایک درخت بیری جس کو سدرہ بولا جاتا ہے۔ اور دو عدد کھجور کے درخت ہیں۔ عام

خاص وہاں سے پانی نوش کرتے ہیں۔ دوسری سبیل باب حسینی کے قریب ہے۔

آغا ابو الفضل علمدار حسینی کی بارگاہ معلیٰ ہیں جو اندرون ضریح اقدس ہے۔ اس کے زیر سرداب ہے۔ اور اس سرداب میں حضور انور کی مزار مقدسہ ہے۔ ہم قریباً دس آدمی ملکر حضور عالیہ کی قبر اطہر جو زیرین سرداب میں واقعہ ہے۔ مشرف بازیارت ہوئے۔ ایک تو مولانا جناب قاضی خدا بخش صاحب محزون ملتانی دوسرے جناب میر صاحب میر ظفر حسینؑ صاحب ساکن موضع برست ضلع کرنال بمعہ اپنے عیال و اطفال کے زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپکے بھتیجہ مظفر حسینؑ بھی ساتھ تھے۔

* * *

ہر قسم کی کتب بوقت ضرورت ہمارے کتب خانہ سے منگا دیں۔ پتہ ہمارا یہ ہے

شبیر حسین کربلائی مشہدی تاجر کتب ملتان شہر

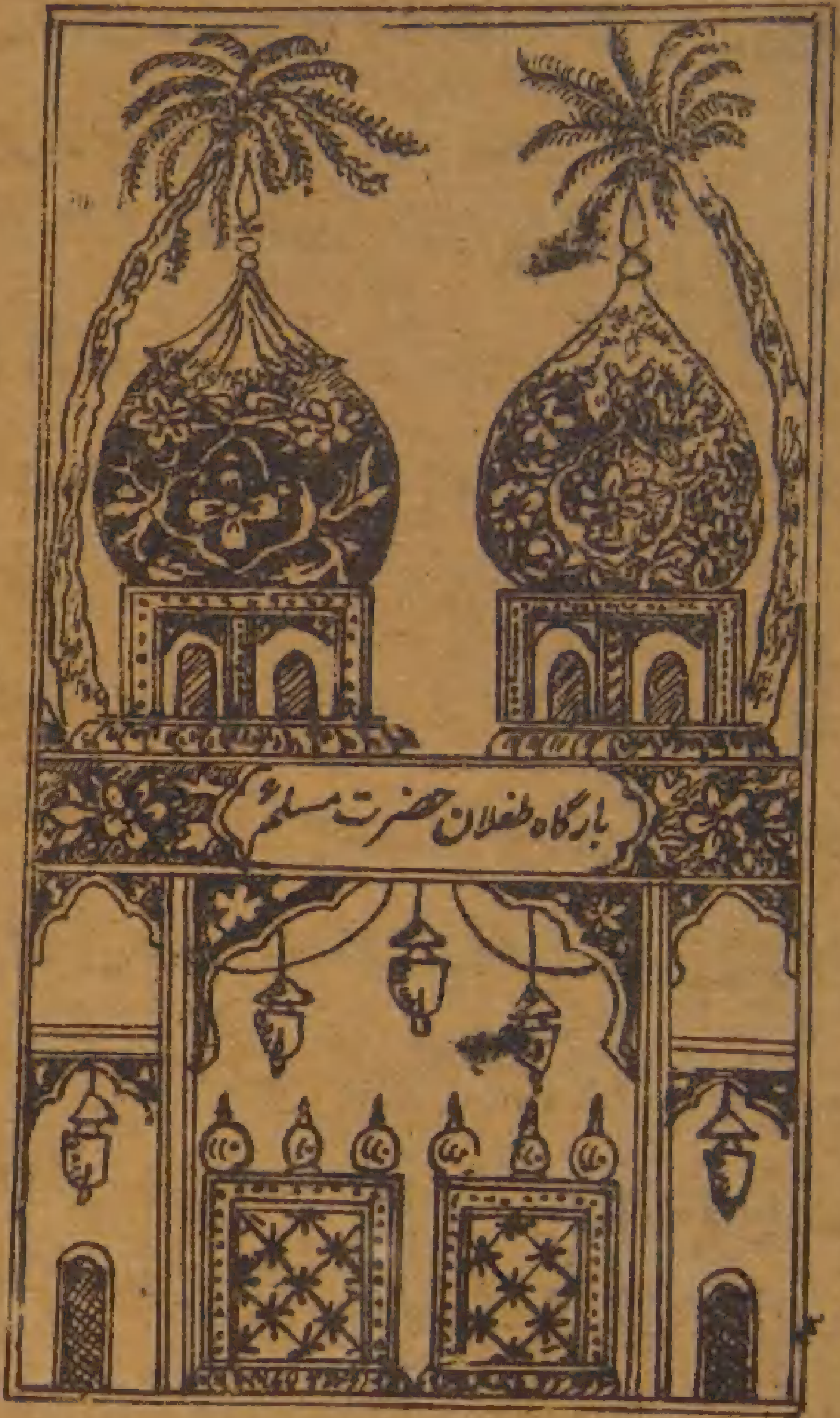

بارگاہ طفلان حضرت مسلمؑ

مسیّب شہزادگان جناب مسلم علیہ السلام

یہ مقام مقدسہ کربلائے معلیٰ سے قریباً پانچ فرسخ پر واقعہ ہے۔ عین لب فرات پر ہے

قریباً انگریزی پندرہ میل ہے۔ موٹر وغیرہ سواری مل جاتی ہے۔ ہر دو صاحبان کی زیارات قبہ ہائے نورانی کی گئی۔ دو عدد قبہ نورانی برنگ سبز پائے گئے۔ ہر دو قبہ مقدسہ کی درمیانی دیوار ایک ہے۔ اندرون ہر دو صاحبان کی ضریح مقدسہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ درمیان میں گز یا ڈیڑھ گز کا فاصلہ پایا گیا ہے۔ ضریح مقدسہ پیتل کی بنی ہوئی ہیں۔ اوپر زیارت لکھی ہوئی ہے۔ خواندہ آدمی خود پڑھ سکتا ہے۔ شہزادگان کے دربار عالیہ پر کوئی ایسی آبادی نہیں ہے۔ ایک میل کے فاصلہ پر موضع مُسَیَّب ہے۔ حضور والا سید محمدؑ و سید ابراہیم علیہ السلام کے روضہ منوّرہ پر از حد غریبی برس رہی ہے۔ تن تنہا جنگل میں قیام پذیر ہیں۔ جیسی بیکسی و بے وطنی و غربت سے یہ شہزادے اس فرات کے کنارے پر شہید کئے گئے ہیں جو تحریر و تقریر سے باہر ہے روایات سننے اور روایات

کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ خیال کرنے کا مقام
ہے۔ ایک تو صاحبزادگان کی عمر دس گیارہ
سال پائی جاتی ہے۔ دوسرا جلاوطنی تیسرا
حاکم وقت کا خوف چوتھے والدین کی سرپر
شفقت اور محبت کا سایہ سرپر سے اُٹھ جانا۔
عجب طرح کا شہزادوں پر وقت مصیبت تھا
چنانچہ اندرون روضہ منورہ کے ایک تصویر شہزادگان
اور حارث ملعون فی النار وسقر کی آویزان ہے
جسے حارث ملعون کا شہزادگان کو ذوالنفوں
سے پکڑنا اور ہاتھ میں تلوار لے کر بے رحمی سے
دریا کی طرف کھینچنا ظاہر ہوتا ہے۔ زن حارث
ملعون شہزادوں کی رہائی کے لئے کوشاں
ہے۔ اور شہزادوں نے اس ملعون سے کہا
کہ ہمیں برائے خدا و رسول تو چھوڑ دے۔ ہم
خاندانِ نبوت سے ہیں۔ ہم نے تیرا کوئی نقصان
نہیں کیا۔ کوئی خطا نہیں کی للّٰہ تو چھوڑ دے
مگر وہ بے رحم نہیں چھوڑتا۔

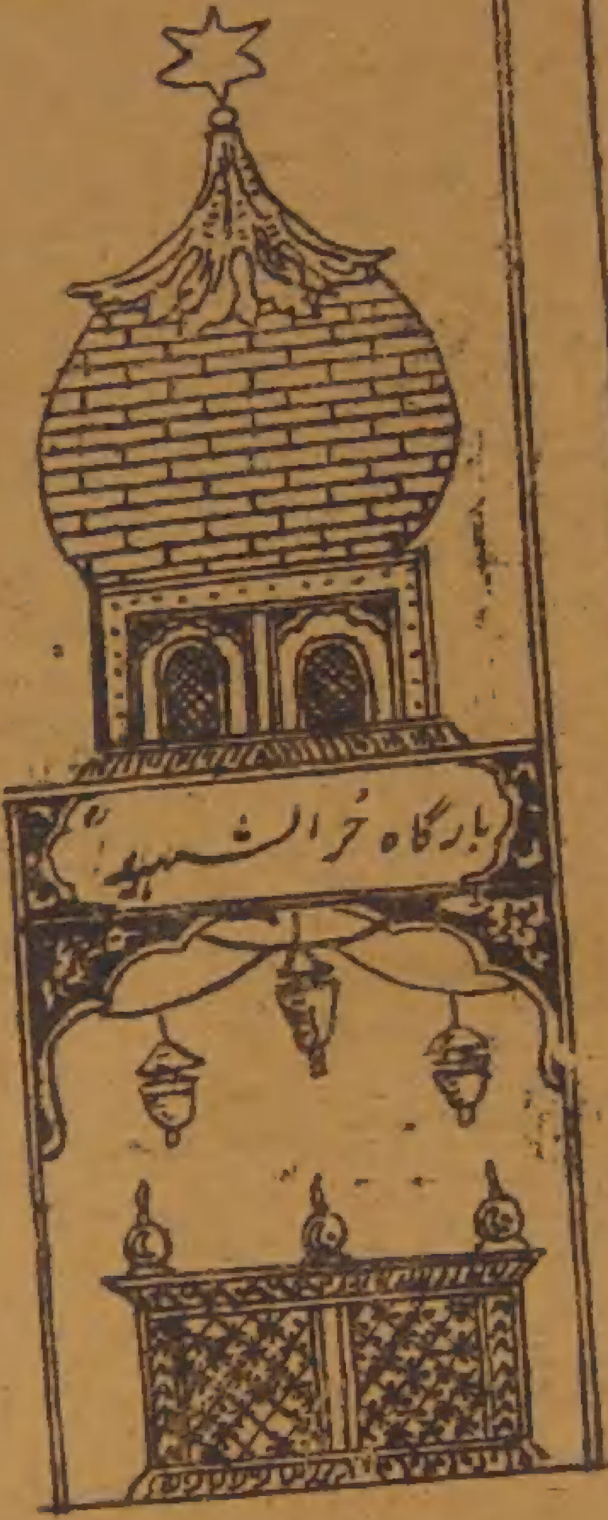

حضرت حُر علیہ السلام

کربلائے معلی سے حضرت حُر جنکی قبر ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔ گاڑی اور موٹر کرایہ سے مل سکتے ہیں۔

کرایہ فی سواری آمد و رفت صرف چار آنہ ۴؍

زیارت بارگاہ سلیمان فارسی علیہ السلام

مدائن

مدائن بڑی پُرانی آبادی ثابت ہوئی

قریہ ہے۔ جناب سلیمان فارس علیہ السلام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحابان خاص میں سے ایک برگزیدہ اصحاب ہیں۔ ان کی بابت حضور انور کا ارشاد ہے۔ کہ سلیمان میری اہل بیت میں سے ہے۔ سلیمان کی زیارت اہلبیت اطہار کی زیارت ہے۔ بغداد سے قریباً پندرہ بیس میل کا فاصلہ ہے۔ سواری موٹر و گھوڑا گاڑی بھی جاتی ہے۔ جناب سلیمان فارسی کی بارگاہ کے بالکل قریب عبد اللہ بن جابر انصاری علیہ السلام و حذیفہ یمانی علیہ السلام یہ اصحاب کبار میں سے ہیں۔ ہر دو صاحبان کے قبہ مبارکہ پر زیارت پڑھی جاتی ہے۔ دریا بالکل قریب ہے۔

شہر بغداد

بغداد یہ شہر بڑا پرانا شہر ہے۔ لب دجل

پُر آباد ہے۔ دریا کے ہر دو جانب آبادی پائی گئی ہے۔ عمارات اکثر پختہ ہیں۔ بڑا آباد اور پُر رونق شہر ہے۔ زیادہ تر یہودی آباد ہیں۔ اور ان کا پیشہ اکثر تجارت پایا گیا ہے۔ بانی اس بغداد کے عباسی ہیں یعنی خاندان عباسیوں نے آباد کیا تھا۔ اب گورنمنٹ ہندوستان کے قبضہ میں ہے۔ بغداد میں کمشنر صاحب بہادر رہتا ہے۔ شہر بغداد میں بہت خاصانِ خدا لوگ گذرے ہیں۔ اکثر مقابر پائے گئے ہیں۔ جناب صاحب العصر والزمان جناب مہدی ہادی صلوات اللہ والسلام کے چار اصحاب کی جگہ ہے۔ جن کو عام لوگ نواب مہدی ہادی بولتے ہیں۔ جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ حضرت حسینؑ ابن روح حضرت عثمان حضرت محمدؒ ابن یعقوب کلینی و حضرت سعید رحمتہ اللہ علیہ تلاش کرنے پر ان صاحبوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ جناب قمر علی

قمبر علیؑ کے نام مشہور ہے۔ اس محلہ میں آپ کا چھوٹا سا قبہ نورانی ہے۔ باہر آگے قبہ مقدسہ کے چھوٹی سی چاردیواری ہے اندرون روضہ منوّرہ کے لکڑی کی ضریح تیار شدہ ہے۔ زیر سرداب دو قبریں پائی گئی ہیں۔ ایک قبر کے بالائے سر مبارک نام کندہ تھا۔ جو شیخ عبداللہ لکھا ہوا ہے۔ اور دوسری قبر دلدل جناب امیر علیہ السلام کی بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالقواب

تیسرا بارگاہ عالیجناب غوث اعظم

پیر دستگیر روشن ضمیر کی اظہر من الشمس ہے۔ بڑی بارگاہ عالی بنی ہوئی ہے۔ نہایت شاندار قابل عمارت ہے۔ مسجد قابل تعریف بنی ہوئی ہے۔ اور حضرت کے ساتھ آپ کے پوتے کی مزار ہے۔ یہ ہر دو قبہ مسجد کے ساتھ

ہیں۔ اکثر لوگ سندھی و پنجابی دربار عالیہ پر پائے گئے ہیں۔

جناب قمبر علی کی بارگاہ عالی کے دروازہ پر یہ رباعی لکھی ہوئی تھی۔

ہم قطار من است قمبر من
مالک ہر دو ماست حیدر من
نعل و نعلین دلدل و قمبر
خیمہ تاج و پر افسر من

[illegible] علیؑ

دوسرا بغداد ہیں جو دیوار قلعہ کی بنی فاطمہ کے خون سے خاندان عباسیہ نے تیار کرائی تھی اس کا کچھ حصہ اب تک موجود ہے اس پر جلی قلم سے اشعار عربی اور سورہ قرآنی مندرج ہیں بتایا جاتا ہے۔ کہ اس

بارگاہ حضرت

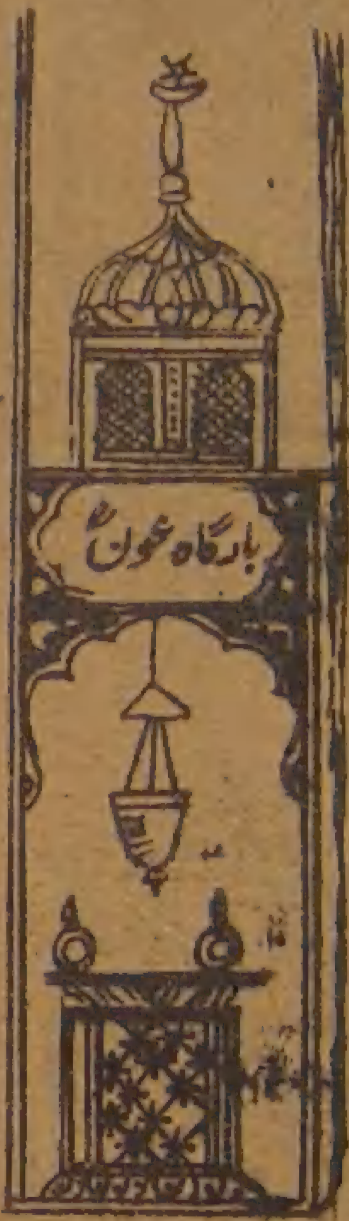

عون و محمدؑ پسران
عبد اللہ ابن جعفر
طیار علیہ السلام
کربلائے معلی سے
قریباً چار یا پانچ میل کے فاصلہ
پر صاحبزادگان ام المصائب
جناب ثانی خاتون صلوات
اللہ و السلام علیہ
کا مقبرہ عین جنگل میں واقعہ
ہے۔ کسی قسم کی آبادی وہاں
نہیں پائی گئی۔ صرف آپ کا مزار مقدسہ ہے
اور دوسری روایت سے یہ بھی ثابت ہوا ہے
کہ یہ قبہ عون بن علی علیہ السلام جو عباسؑ
علمدار کے حقیقی برادر تھے۔ ان کا یہ قبہ ہے۔

واللہ اعلم بالثواب بارگاہ پر زیارت جناب عون بن علی علیہ السلام کی پڑھائی جاتی ہے۔ قبہ نورانی پختہ بنا ہوا ہے۔ اندرون ضریح مقدسہ پیتل کی بنی ہوئی ہے۔ جو بوسیدہ پائی گئی ہے۔ آپ کی مزار مقدسہ پر غربت ازحد درجہ پر ہے

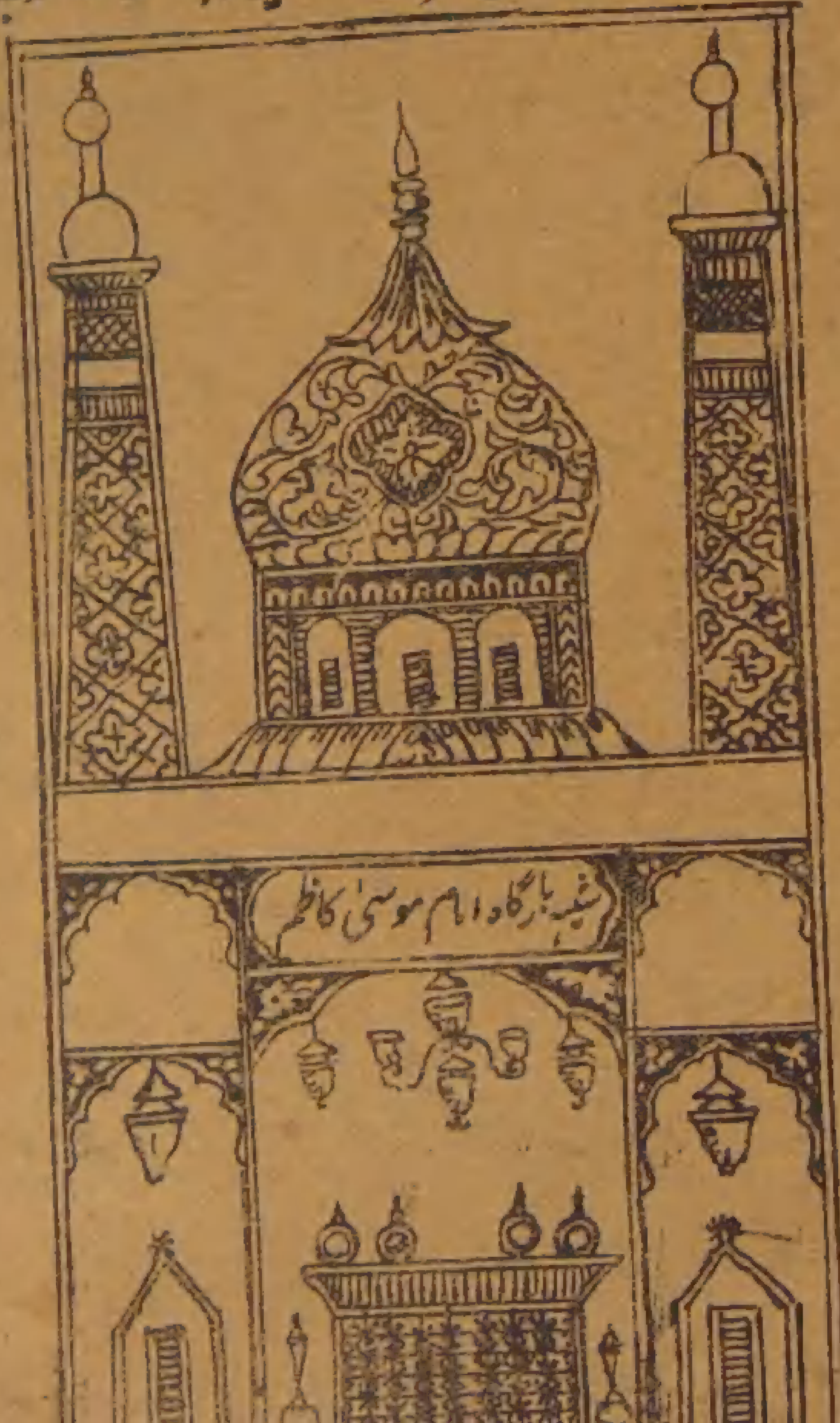
شبیہ بارگاہ امام موسیٰ کاظم

بارگاہ معلیٰ جناب موسیٰ ابن جعفر و جناب امام محمد تقی علیہما السلام مقام کاظمین الشریفین

کربلائے معلیٰ سے قریباً پینتالیس میل انگریزی کی مسافت پائی گئی ہے۔ کرایہ موٹر فی کس تین روپیہ دیا گیا۔ اس کرایہ کو مقررہ خیال نہ فرماویں وقت پر کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ اثنار راہ میں چند منزلیں ہیں۔ پہلی منزل کربلا معلیٰ سے روانہ ہوکر مقام مُسیب جو لب فرات پر واقع ہے۔ نہایت بارونق جگہ ہے۔ ہر چیز مل جاتی ہے۔ دوسری منزل اسکندریہ اسجگہ بھی سامان خورد و نوش پایا جاتا ہے۔ تیسری منزل محمودیہ اچھی بارونق جگہ ہے۔ چوتھی منزل کاظمین الشریفین ہے۔ اور ساتھ ساتھ ریل بھی جاتی ہے۔ جس پر مناسب

ہے۔ میرے خیال میں موٹر پر آرام سے سفر ہوتا ہے۔ قریباً چار گھنٹہ کا راستہ ہے۔ ہم لوگ شیخ عبد الکاظم خدام کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ جناب کے دربار عالیہ کی تعریف و توصیف بیان کرنی تحریر تقریر سے باہر ہے۔

اس بارگاہ عالیہ پر جو کام دیکھا گیا ہے اُس کی مثال عراق عرب میں ہرگز نہیں پائی جاتی نفیس اور پائیدار اور خوبصورتی میں بے مثل پایا گیا ہے۔ حضور انور کے حرم مقدسہ میں آپ کے دو فرزندوں کے مزار مقدس ہیں۔ جن پر دو چھوٹے چھوٹے قبہ نورانی ہیں۔ سبز کاشی رنگ عبریدار۔ اندرون ہر دو صاحبان کی ضریح مبارک لکڑی کی تیار شدہ ہے۔ ایک صاحبزادہ کا نام اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے کا ابراہیم علیہ السلام۔ زیارت پڑھی جاتی ہے۔

اندرونی تعمیرات کا نقشہ جناب موسیٰ بن
جعفر علیہ السلام کی ضریح اقدس پر بڑا باریک اور نفیس قابل تعریف کام کیا ہوا ہے۔ سورہ قرآنی یعنی سورۃ النبا و اشعار عربی و فارسی مندرج ہیں۔ نہایت خوشخط جو نقری تختیوں پر تحریر میں آئے ہوئے ہیں۔ ہر دو گنبد نورانی و ہر چہار مینار و گلدستہ کلان طلائی تیار شدہ ہیں صحن نہایت وسیع اور فراخ پایا گیا ہے۔ درس گاہیں نہایت اعلیٰ پایہ کی تیار شدہ ہیں۔ جناب کے دربار معلیٰ کے ساتھ ایک مسجد نہایت عالیشان عمارت کی بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد بھی قابل دیکھنے کے ہے حضور انور کے دربار عالیہ میں سات عدد دروازے بڑے عالیشان اور بلندی کے تیار شدہ ہیں۔ جن کے نام تفصیل وار درج ہیں۔

پہلا باب قبلہ یعنی باب الحوائج کے نام مشہور معروف ہے۔ اور اس کے ساعت

تی ہوئی ہے۔ جو وقت کا پتہ دیتی ہے۔

دوسرا باب علی الرضا یعنی باب المراد کے نام مشہور ہے۔

تیسرا باب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نام نامزد ہے۔

چوتھا باب صاحب الزمان مہدی ہادی کے نام نامزد ہے۔

پانچواں باب باب قریشی کے نام مشہور ہے

چھٹواں باب قاضی الحاجات کے نام مشہور ہے

ساتواں باب مرزا فرہاد کے نام مشہور معروف ہے۔

بانی دربار معلےٰ جناب موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام

کاظمین الشریفین

صحن اقدس و باب ہائے حاجی عبد الحاجی جناب مازندرانی ایرانی و جناب مرزا فرہاد صاحب مرحوم کی یادگار ہے۔ ایوان و گنبد قبہ نورانی و گلدستہ و مینار

ناصر علیشاہ و محمد شاہ قاچار خلد اللہ و ملکہ، و معتمد الدول
العلیہ منوچہر خان و سلطان مراد ادی و خاندان
عالیوا و خاندان عباس صفوی علیہ الرحمتہ یہ ان
شاہان وقت نے اپنے اپنے عہد حکومت میں حصہ
ثواب کا حاصل کیا ہے۔ چنانچہ ضریح صاحب
موصوف کے بالائے سر مبارک دیوار پر فتح علیشاہ
قاچار کا نام درج ہے۔ اور باب طلائی پر معتمد الدولہ
منوچہر خان کا نام درج ہے۔ حضرات یہ اس
مظلوم کی یادگار ہے جس مقدس ہستی نے اپنی تمام
عمر قید خانہ بغداد میں گذار دی۔ حتیٰ کہ آپ
کے پاؤں مبارک میں جو جولان تھے۔ وہ غسل
دینے کے وقت پاؤں سے باہر نکالے گئے تھے
ساری عمر قید خانہ میں بسر کر دی۔

……

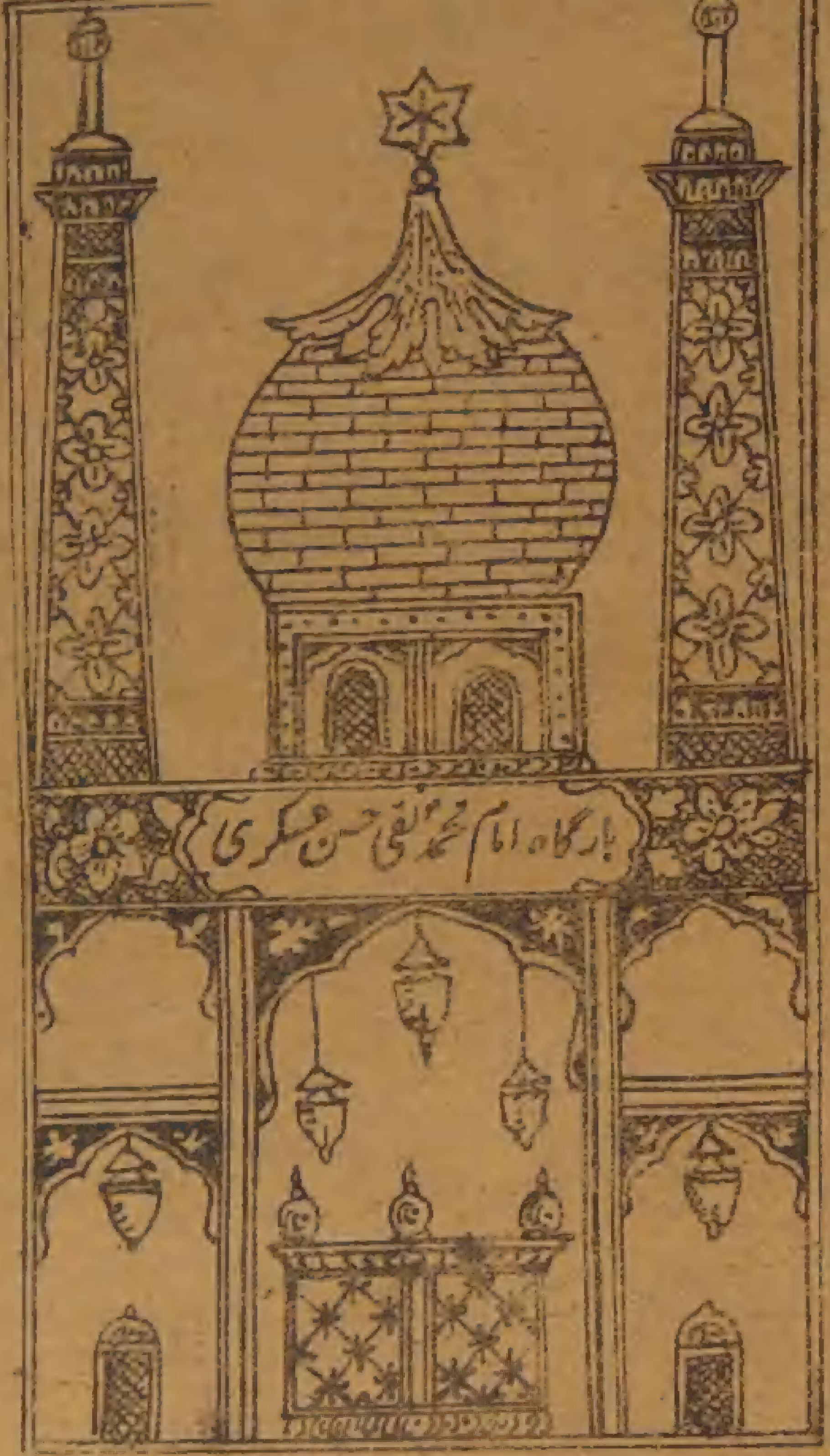
بارگاہ امام محمد نقی حسن عسکری

زیارت بارگاہ عالیہ جناب حسن عسکری و
علی نقی و محمدؐ مہدی آخر الزمان علیہم السلام
و جناب حلیمہ خاتونؑ جناب نرجس خاتون صلواۃ
اللہ و السلام علیہما در مقام سامرہ یعنی سر من رای

کاظمین اکثر یقین کے مقام سامرہ تک بیس
فرسخ یعنی انگریزی ساٹھ میل کی مسافت ہے۔ اثناء راہ
میں جناب سید محمد صاحب ابن امام علی نقی علیہم السلام
کی مزار مقدسہ ہے۔ جنگل کے ایک کنارہ پر آپ کا قبہ مبارک
ہے۔ روضہ منورہ سبز رنگ عبری شدہ ہے۔ زیارت
باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ ہر چہار اطراف شہر پناہ
تیار ہے۔ ساتھ ہی ایک قریہ آباد ہے جس کا نام بلد ہے
اسجگہ باغات اکثر دیکھنے میں آئے ہیں۔ سامرہ اسجگہ
سے ایک منزل پر واقع ہے۔ ہفتہ میں دو دفعہ ریل بھی
جاتی ہے۔ کرایہ فی کس آمد و رفت بغداد سے ۸عہ ہے۔ موٹر پر جانا
بہتر ہے۔ کیونکہ راستہ میں جناب سید محمد صاحب کی زیارت
ہو جاتی ہے۔ ریل پر یہ موقعہ نہیں ملتا۔

سامرہ آب ہوا کے لحاظ سے ایک عمدہ جگہ ہے
کیونکہ عراق کی آب و ہوا بسبب نہر کے مرطوب ہو گئی ہے
سامرہ صحت کے لحاظ سے بہت اچھی جگہ ہے۔ چھوٹا سا قریہ
ہے۔ چھوٹا سا بازار ہے۔ ہر اشیاء خوردنی مل جاتی ہیں

دریا دجلہ کے کنارے پر آباد ہے۔ شہر کے ارد گرد دیوار پختہ شہر پناہ بنی ہوئی ہے۔ یہ چھوٹی سی پہاڑی پر واقعہ ہے۔ زیارت جناب حسن عسکری و علی النقی علیہم السلام و مقام غیاب مہدی آخر الزمان علیہ السلام دو قبہ نورانی پائے گئے ہیں۔ ایک قبہ نورانی جو سبز رنگ عبری شدہ ہے وہ مقام غیاب آخر الزمان مہدی ہادی علیہم السلام کا ہے۔ اندرون قبہ نورانی کے بیس عدد سیڑھی نیچے کو اترتی ہے۔ وہاں دو عدد حجرہ پائے گئے ہیں۔ ایک حجرہ میں آپ کا مقام غیاب پایا گیا ہے۔ اب اُس غار کا مُنہ عرصہ پانچ چھ سال سے بند کر دیا گیا ہے وہاں پر حضور انور شہ آخر الزمان کی زیارت پڑھائی جاتی ہے یعنی دو رکعت نماز ہدیہ شہ آخر الزمان ادائے سنت قربۃً الی اللہ پڑھی جاتی ہے۔

اور دوسرے قبہ نورانی میں جناب امام علی النقی صلواۃ اللہ و امام حسن عسکری صلوات اللہ و جناب نرجس خاتون علیہ السلام یعنی والدہ جناب مہدیؑ

الزمان و جناب حلیمہ خاتون علیہ السلام کی
دختر جناب امام محمدؐ تقی علیہم السلام و خواہر جناب
علی النقی و پھوپھی جناب حسن عسکری علیہم السلام کی ضریح مقدسہ
علیحدہ علیحدہ بنی ہوئی ہیں۔ جناب علی النقی و حسن عسکری و
جناب نرجس خاتون ان ہر سہ صاحبان کی ضریح مقدسہ
ایک لائن میں ہیں۔ اور جانب پائیں جناب حلیمہ خاتون
علیہم السلام کی ضریح مقدسہ پیتل کی بنی ہوئی ہے۔ روضہ
مقدسہ نہایت فراخ یعنی از حد کشادہ پایا گیا ہے۔ ایسا
کشادہ روضہ منورہ کسی صاحب کا نہیں دیکھا گیا۔ کام
نہایت ہی عمدہ پایا گیا ہے۔ صحن اقدس نہایت عمدہ اور
فراخ ہے۔ صحن میں ایک کنواں بھی ہے۔ یہ کنواں صاحب
الزمان کے نام مشہور ہے۔ لوگ تبرکاً یہاں سے پانی لیجاتے
ہیں۔ اور ایک نہایت عمدہ خوش وضع حوض تیار ہے
اور زمین کی تہ سے کچھ بلندی پر ہے۔ اوپر سے مسقف ہے
ہر دو صاحبوں کے حرم مقدسہ کے پانچ دروازے ہیں
سب سے بڑا باب قبلہ کے نام مشہور ہے۔

باب حاجات تیسرا باب باب المراد چوتھا باب باب عسکری خدام صاحبان کثرت سے پائے گئے ہیں۔ خداوند کریم ان کو ہدایت بخشے آمین ثم آمین ہم لوگ سید محمد سعید صاحب خدام حضو انور کے مکان پر قیام پذیر ہوئے تھے۔

یادگار سامرہ

سامرہ شریف کے خربوزہ و تربوز از حد عجیب اور دور دور تک مشہور معروف ہیں۔ عراق میں ایسے خربوزہ کہیں نہیں پائے جاتے۔ خربوزہ قریباً چودہ پندرہ آثار کے وزن میں ہوتا ہے۔ از حد میٹھا ہے۔ اور نہایت خوشگوار اور تربوز وزن کا بھی بیس پچیس آثار کے ہوتا ہے۔

یہ ہر دو میوہ نہایت اعلیٰ قسم کے سامرہ میں پائے گئے ہیں۔

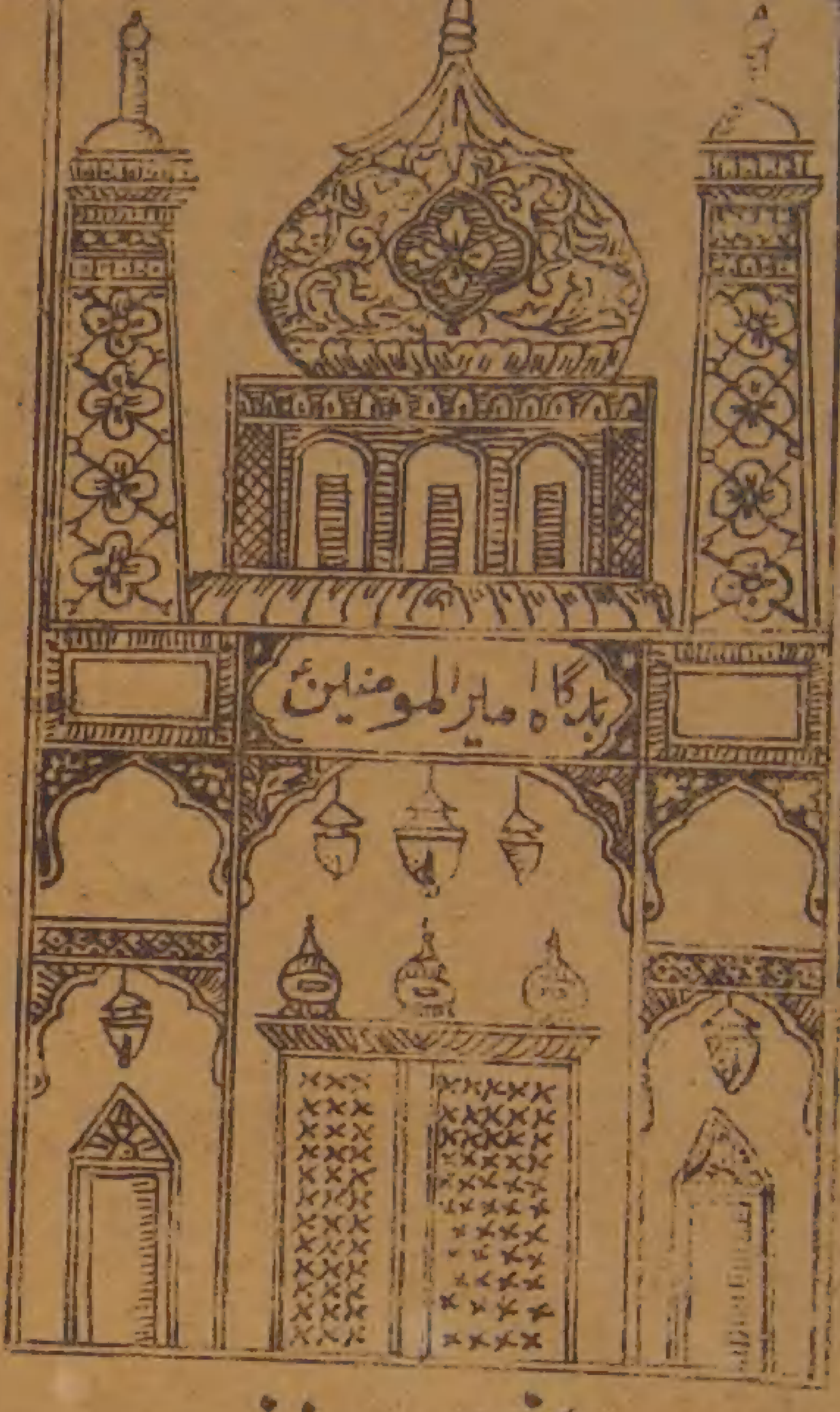
بارگاہ امیر المومنین ع

نجف اشرف

یہ وُہ مقدسہ زمین ہے۔ جس کے دامن میں
دُرِ نجف شاہ نجف فخر عرب والعجم رونق بخش ہیں
گر بدی بالا تر از عرش بریں جائے دگر

کلمے کا نجاست حاجیت یا امیر المومنین

مدح گر شائستۂ ذات تو باید گفت کس
کیست تا گوید ثنایت یا امیر المومنین

سرکار جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب والغرائب مغرق الکتائب امام المشارق والمغارب علیؑ ابن ابی طالب صلواۃ اللہ والسلام علیہ کے روضہ مقدسہ کے متعلق زبان وقلم دونو عاجز وکوتاہ ہیں۔ آں جناب کے حرم مبارکہ کی حالت اور اُس کے مراتبِ منازل وشوکت وجلالت کے متعلق ہم جیسے جاہل نابلد کیا لکھ سکتے ہیں۔ ہفت بند کاشی

تا نجف شد آفتاب دین و دولت را مقام
خاک اُو دارد شرف بر زمزم و بیت الحرام
کعبۂ اصل است بیشک نزد ارباب یقین
زانکہ دارد عروۃ الوثقائے دین در وی مقام

آپ زائرین حضور والا کی بابت حدیث کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

زائرانِ روضہ ات را بر درِ خلد بریں
مے رسد آواز طبتم فادخلوہا خالدین

آج مورخہ ۱۴ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۳ر جون سنہ ۱۹۲۸ء کو کربلا معلیٰ سے روانہ ہو کر قریباً آٹھ بجے دن کے موٹروں پر سوار ہو کر قریباً دس گیارہ بجے نجف اشرف میں جناب مولا مومنین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام کی بارگاہ عالیہ میں مشرف بازیارت ہوئے۔ کرایہ موٹروں کا فی کس ایک عہ ۸ر دیا گیا۔ کرایہ یہ مقررہ خیال نہ فرماویں کیونکہ بعض موقعہ پر آٹھ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ تک بھی ہوتا ہے۔ موقعہ وقت پر کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

بہ نسبت کربلا معلیٰ یہاں پانی کی دقت ہے۔ پانی برائے آب نوشی ایک مشکیزہ ڈیڑھ آنہ دو آنہ تک ملتا ہے۔

اثنا راہ میں دو جگہ پر چند منٹ قیام کیا۔ پہلا مقام نخیلا یہاں مسافر خانہ عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ قہوہ روٹی سبزی انڈا دودھ دہی وغیرہ بھی مل جاتی ہے۔

دوسرا مقام شور۔ اسجگہ پر بھی قہوہ خانہ سرائے برائے مسافران اور کھانے پینے کی چیزیں دستیاب ہو سکتی ہیں

نجف اشرف اس کے علاوہ اور منزلیں بھی راستہ میں قیام کے واسطے ہیں۔ بہ سبب طوالت کے نہیں لکھی گئیں۔ اثنار راہ میں تمام جنگل غیر آباد خشک پایا گیا ہے فرات پر قدرے آبادی معلوم ہوتی ہے۔ دوسرا تمام خشک جنگل طبقات پائے جاتے ہیں۔ آسمان پر کوئی جانور نہیں پایا جاتا۔ اس جنگل میں دو جانور دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایک تو بھٹتر بہت کثرت سے پائے گئے ہیں۔ اور ایک جانور جس کو پنجاب میں ساوا سگا بولتے ہیں۔ وہ دیکھا گیا ہے دوسری کوئی چیز مثل پرندے یا درندے کے نہیں پائی گئی۔ نجف اشرف میں آب پاشی کا کوئی وسائل نہیں دیکھا گیا۔ عملدر آمد انگریزی ہے۔ راستہ میں زائرین کے واسطے کوئی خوف و خطر نہیں ہے۔ نجف اشرف اور کوفہ کے اثناراہ میں ٹرام و موٹریں چل رہی ہیں۔ ریل گاڑی کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ امید ہے عنقریب تیار ہو جاوے گی شہر میں برائے آب نوشی نلکے پانی والیوں کی تجویزیں شروع ہیں۔

نجف اشرف کے باہر وادی السلام جو ایک بہت
بڑا وسیع قبرستان ہے۔ دراصل شہر نجف اشرف بھی
قبرستان ہے۔ اندر شہر کے بہت سے مقابر گھروں میں
پائے گئے ہیں۔ یہ وادی بہت بڑی وسیع ہے۔ اس
وادی مقدسہ میں ایک تو صاحب الامر آخر الزمان جناب محمد مہدی
علیہم السلام کی ایک خاص جگہ ہے۔ خدام وغیرہ وہاں پر رہتے ہیں
دوسرے جناب صالح علیہم السلام و ہود علیہم السلام کے مزار مقدسہ
ہیں۔ اسی وادی السلام میں در نجف پیدا ہوتا ہے۔ بارش
ہونے پر زمین میں سے عام لوگ تلاش کر لیتے ہیں۔ اور صاف
کر کے فروخت کرتے ہیں۔ یہ تبرکات دور دور ملکوں میں جاتا ہے
کیونکہ اس کے پہننے کا ثواب حدیث میں آیا ہے۔

آج مورخہ ۱۸؍ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مخصوصی عید غدیر کا روز ہے
یہ روز مومنین کی خوشی منانے کا دن ہے۔ اس روز حضور کی
زیارت پڑھنی اور ضریح مقدسہ کی زیارت کرنی ازحد ثواب
ہے۔ کتاب تحفۃ الزائرین و مفتاح الجنان میں ملاحظہ کرو
بسبب طوالت کے نہیں بیان کیا گیا۔ نجف اشرف میں یہ مخصوصی

روز غدیر بھی بڑے زور شور سے منائی جاتی ہے۔ ہر ملک اور ہر اطراف کا آدمی یہاں پایا جاتا ہے۔ ایرانی، ہمدانی اصفہانی، طہرانی، عجمی، عراقی، عربی، البصری، مصری کابلی، ہندوستانی، سرحدی، تبتی، کشمیری، پنجابی سندھی وغیرہ ملکوں کے آدمی جمع ہوتے ہیں۔ بڑی دھوم دھام سے یہ روز عید غدیر مولا مومنین کا منایا جاتا ہے۔ بیشک تمام دنیا میں یہ روز عید غدیر بڑے زور شور سے ہوتا ہے۔ مگر حضرات یہ مرکز کی جگہ ہے۔ خلق خدا تو بجائے خود ملائکہ و انبیائے مرسلین کا نزول ہوتا ہے۔ علما و فضلا و مجتہدین صاحبان کا یہاں مجمع اتنا ہوتا ہے کہ شمار کرنا ناممکن ہے۔ قریباً ساڑھے تین صد مجتہد تو نجف اشرف میں قیام پذیر ہیں۔ چند صاحبوں کی خدمت عالیہ میں جا کر نیاز حاصل کیا۔ سید ابوالحسن صاحب اصفہانی و شیخ محمد علی صاحب قمی ایرانی و شیخ عبدالکریم صاحب قمی و شیخ محمد حسین صاحب نائینی ایرانی۔ نائین نواح ایران میں قریہ کا نام ہے۔ یہ صاحب تو نہایت حلیم طبع اور فرشتہ خصلت انسان صورت اور صاحب اخلاق

پائے گئے ہیں۔ ویسے علماء و فضلا سند یافتہ و ذاکرین خوش بیان کا شمار کرنا عقل سے باہر ہے۔ حضرات کیوں نہو انا مدینۃ العلم و علیٌ بابھا کا مقام مسکن ہے درس گاہوں کا انتظام اسجگہ کافی سے کافی دیکھنے میں آیا ہے ہر ملک ہر اطراف کے طالب علم یہاں پائے گئے ہیں۔ طالبعلم ستّر اسّی سال عمر کے عام دیکھنے میں آئے ہیں۔ حضور والا کے حرم مقدس میں بہت سے درس گاہیں پائی گئی ہیں۔ مگر نجف اشرف میں مدرسہ کاظمیہ ہندی قابل دیکھنے کی جگہ ہے۔ نہایت عالیشان عمارت ہے۔ ایسی عمارت اس ملک عرب عجم میں شاید ہی ہو گی۔ بانی اس مدرسہ کاظمیہ کے شیخ محمد کاظم طباطبائی ہیں۔ اس مدرسہ کے زیرین تہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ ہر منزل میں آپ کتاب کا ملاحظہ و مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ہر سرد خانہ میں نہایت قابل تعریف فرش لگا ہوا ہے۔ آخری منزل پانی کے اوپر ہے۔ اخیری منزل میں اتنی سردی ہے۔ کہ بیٹھا نہیں جاتا۔ اور بہت مصفّا اور خوشنما قابل دید جگہ ہے۔ غرضیکہ نجف اشرف

ہیں ما سوائے حرم کے اور کوئی عمارت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ ایسا نہ خانہ اس عراق میں کہیں نہیں ہے۔ حضور انور کے حرم و ضریح و رواق و قبہ نورانی کی ایک قابل شان عمارت ہے۔ عقل فکر میں نہیں آتی۔ کیوں نہ ہو۔ خدا کے خانہ زاد کا مقام مسکن ہے۔ سونے کا کام سب سے زیادہ استعمال میں لایا گیا ہے۔ گنبد و مینار تمامی طلائی ہیں۔ مشرقی دروازہ تمام طلائی ہے۔ دیکھنے سننے میں بہت فرق ہے۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

سرکار عالیہ کے حرم مبارک کے پانچ دروازے ہیں:۔ پہلا دروازہ حسینی دوسرا باب صاحب الزمان۔ تیسرا باب باب قبلہ۔ چوتھا باب باب رضا۔ جس کے اوپر بڑی گھڑی لگی ہوئی ہے۔ پانچواں باب باب موسیٰ ابن جعفر علیہم السلام

حضور انور کے صحن اقدس کے سامنے باب طلائی و باب رضا کے درمیان ایک چھوٹا سا حوض

جس میں ایک گلدستہ جھاڑ لگا ہوا ہے۔ اس میں بجلی کی بتیاں لگی ہوئی ہیں۔ چہل چراغ اور حوض کوثر کے نام مشہور معروف ہے۔ رات کے وقت عجب بہار دکھاتا ہے۔ اوپر قبہ نورانی پر گھڑیاں طلائی لگی ہوئی ہیں۔ ان کے نیچے بجلی کی بتیاں راتکو عجب بہار دکھاتی ہیں۔ اور سامنے کے ہر دو میناروں پر بھی بجلی کی بتیاں لگی ہوئی ہیں۔ دیکھ کر شانِ خدا نظر آتی ہے۔

حوالہ کتاب تحفۃ الزائرین میں مرقوم ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے روضہ مقدسہ کے اندرون جناب آدم علیٰ نبینا و نوح علیٰ نبینا علیہ الصلواۃ والسلام کے مزار مقدسہ ہیں۔ ہر سہ صاحبان ایک ہی ضریح میں مدفن ہیں۔ زیارت نماز نوافل ہر سہ صاحبان کی علیحدہ علیحدہ ادا کی جاتی ہے۔ بروقت طوفان جناب نوح علیہ السلام [illegible] جد امجد جناب آدم علیہ السلام

تو اس وادی میں لاکر دفن کرو۔ چنانچہ حسب الحکم خداوند کریم کے آپ نے تعمیل کی اور لاکر دفن کیا۔ اور آپ بھی اسی جگہ دفن ہوئے۔ اور امیر المومنین جناب حیدر صفدر بھی اسی مقام میں دفن کئے گئے۔ چنانچہ مفصل حالات ان صاحبوں کے کتب و تواریخ سے ملاحظہ فرماویں۔ بسبب طوالت کے نہیں لکھے۔ اور کوہ طور بھی یہی وادی ہے جناب موسیٰ علیہ السلام اسی جگہ متکلم ہوئے تھے۔ اب تمام شہر نجف اسی پہاڑی پر آباد ہے۔ پہاڑوں کی طرح نشیب فراز جگہ پائی گئی ہے۔ روضہ منورہ حضور انور شاہ مشرقین والمغربین شہر کے پیٹ میں آگیا ہے حضور انور کی ضریح کے اوپر بالائے سر مبارک دو تاج شاہی آویزاں ہیں۔ جو سونے چاندی کی قندیلوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ جو بڑا تاج ہے وہ نادر شاہ شاہ ایران کا ہدیہ ہے۔ اور دوسرا تاج واجد علی شاہ لکھنوی کا ہدیہ پیش کیا ہوا ہے۔ اندرون روضہ منورہ کے ہر چہار اطراف طلائی و نقرئی قندیلیں

بے تعداد آویزاں کی ہوئی ہیں۔ اور دو عدد شمعدان طلائی جن کا قد قریباً پانچ فٹ ہوگا۔ بالائے سر مبارک ہر دو گوشوں میں نصب ہیں۔ اور مس کے شمعدان زیر فرش پر بہت سارے ہیں۔ ہر اطراف جھاڑ بے تعداد لگے ہوئے ہیں۔ جن میں بہت سے جھاڑ ایسے ہیں۔ جنکو قریباً ساٹھ بتی لگی ہوئی ہے۔ انمیں بجلی بھی لگی ہوئی ہے۔ ضریح اطہر کے اوپر ایک بیضہ بجلی کا سفید رنگ کا لگا ہوا ہے۔ جو بقدر بڑی صراحی کے ہے۔ رات کے وقت گنبد کے دور میں بالائے ضریح مقدسہ کے عجب بہار دکھاتا ہے۔ خاص مخصوصی کے دنوں میں سامان فرش یعنی قالین جھاڑ دریاں ہانڈیاں قندیلیں و دیگر سامان سونے چاندی کا نکالتے ہیں۔

یہ اسباب سرکار کے خزانہ میں داخل رہتا ہے۔ اور کلید بردار کے قبضہ و نگرانی میں رہتا ہے۔ یہ تمام اسباب نذر نیاز ہدیہ باضابطہ حساب کتاب کاغذات میں اندراج ہوتا ہے۔ ذمہ داری کلید بردار کی ہوتی

ہے۔ حکومت کا عدالت کا لحاظ کرتی رہتی ہے۔ اب گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت حساب کتاب رہتا ہے۔ ریخت مرمت پر خرچ ہوتا رہتا ہے۔ غرضیکہ ہزاروں لاکھوں روپیہ کا سامان خزانہ میں پایا گیا ہے۔ سید باقر سید جعفر و سید احمد پسران سید حسن معروف کمونہ۔ یہ خدام ابا اجداد سے شاہان وقت کے چلے آتے ہیں۔ ہم لوگ سید باقر کے مہمان تھے۔

کوفہ

کوفہ کی آبادی لب دریا فرات پر واقع ہے۔ کوفہ اور نجف اشرف کا پانچ چھ میل کا فاصلہ پایا جاتا ہے۔ ٹرین گھوڑا گاڑی جاتی ہے۔ فی کس آمدرفت پانچ آنہ کرایہ ہے۔ اور موٹر لاری بھی جاتی ہے۔ کوفہ میں جناب یونسؑ ابن متیٰ کا مزار مقدسہ ہے۔ دو رکعت نماز ہدیہ ادا کی جاتی ہے۔ جناب یونس علیہ السلام کے دربار کے آگے قریباً دس قدم کے فاصلہ پر دریا فرات جاری رہا ہے۔ کوفہ ایک قصبہ [illegible]

کا بندرگاہ ہے۔ مال تجاروں کا کثرت سے اترتا چڑھتا ہے۔ نہایت بارونق لب دریا فرات منڈی بنی ہوئی ہے۔ خرید فروخت اجناس کی خاص جگہ ہے۔ بیڑونکی پل بنی ہوئی ہے۔ جناب یونس ع کا دربار پختہ بنا ہوا ہے۔ سبز رنگ کا چھوٹا سا قبہ بنا ہوا ہے۔ اندرون ضریح اطہر لکڑی کی تیار شدہ ہے باہر مسافر خانہ پختہ بنا ہوا ہے۔ کوفہ میں قریباً ستر ہزار انبیا کی مزار مقدسہ بتائی جاتی ہے۔ جناب امیر المومنین ؑ کے زمانہ خلافت میں چالیس کوس تک آباد بتایا جاتا ہے۔ جناب نوح علی نبینا کے زمانہ سے پہلے کا آباد ہے بروقت طوفان جناب نوح علیہ السلام اسی جگہ آباد ہے۔ اور آپ کے گھر میں جو تنور تھا۔ اس سے پانی نکل کر اُس نے تمام دنیا کو غرق کر دیا۔ مسجد کوفہ کے صحن میں وُہ تنور واقعہ ہے

کوفہ کے قریب مسجد کوفہ واقعہ ہے۔ بہت وسیع مسجد ہے۔ اندرون وصحن مسجد میں خاصان خدا

کے مقام پائے جاتے ہیں۔ ان پر نماز زیارت باقاعدہ ادا کی جاتی ہے۔ غرضیکہ چودہ مقام پائے گئے ہیں مسجد کوفہ کے سامنے جناب بیبی خدیجۃ الصغرا ابنت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کا روضہ منورہ ہے قابل زیارت جگہ ہے۔ جناب کی جائے شہادت کی جگہ۔ فولادی پنجرا بنا ہوا ہے۔ اس کے اوپر اشعار ذیل درج ہیں۔

گواہ روز الست است در قبول بلا
جواب داد کہ قالو بلا علیؑ بخدا

دوسرا اشعار اس کے مقابلہ میں دوسری طرف درج ہے

بسجدہ بود بدرگاہ خالق وہاب
زدند تیغ بفرق علی درین محراب

مسجد کوفہ کے ایک گوشہ میں جناب مسلم ابن عقیل ابن ابی طالب علیہم السلام وحضرت ہانی بن عروہ کے روضہ منورہ ہیں۔ جناب مسلم کا سبز رنگ کا روضہ ہے۔ اندرون ضریح اقدس چاندی کی بنی ہوئی ہے

صاحبان یہ بنی ہاشم کی پہلی قربانی ہے

مسجد کے دوسرے گوشہ کی جانب جناب ہانی بن عروہ علیہ الرحمۃ کا سبز رنگ کا قبہ پایا گیا ہے اندرون ضریح مقدسہ لکڑی کی تیار شدہ ہے حضرات یہ جان نثار ان مظلوم کربلا کا پہلا شہید ہے۔ مسجد کوفہ کے جس گوشہ میں جناب مسلم ابن عقیل کا روضہ مقدسہ ہے۔ اُسی گوشہ میں اندرون کی طرف زیر سرداب جناب مختار ابن عبید اللہ سقفی علیہ الرحمۃ کی مزار ہے۔

مسجد زید

کوفہ کے بالکل قریب مسجد زید علیہ الرحمۃ ہے۔ زید بن صوحان اصحاب جناب امیر میں سے ہیں فضائل اور احکام مسجد زید کتاب تحفۃ الزائرین میں ملاحظہ فرماویں۔

بعد ازاں مسجد صعصعہ ابن صوحان میں تشریف لیجاویں

بعد ازاں مسجد سہلہ کی زیارت کریں از حد ثواب بیان کیا گیا ہے۔ کتاب مفتاح الجنان و تحفۃ الزائرین میں سب احکام و آداب مندرج ہیں۔ کتاب کا ہمراہ لانا ضروری ہے

کی قدرت نہیں تھی

مسجد حنانہ

یہ مسجد سابقہ زمانہ کی پائی جاتی ہے۔ نجف اشرف کے بالکل قریب ہے۔ قریباً ایک میل کا فاصلہ ہے۔ یا کچھ کم۔ اس مسجد کی زیارت کیوجہ دو پائی گئی ہیں۔ پہلی وجہ یہ بیان کیگئی ہے۔ کہ جسوقت حسنین علیہم السلام اپنے والد بزرگوار جناب امیر علیہ السلام کا جنازہ اُٹھا کر برائے دفن لے آ رہے تھے۔ گذر آپ کا اس مقام سے ہوا۔ تو یہ دیوار حنانہ برائے تعظیم امام جھک گئی اسیواسطے یہ مقام قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ مابعد اس کے ایک شخص اصحاب جناب میں سے تھا۔ اُس نے اس مقام پر مسجد تیار کر دی جو اَب تک موجود ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ جس وقت ملاعین نے خاندان نبوۃ و امامت کو کربلائے معلیٰ میں مقید کر کے بطرف کوفہ روانہ کئے تو جس وقت خاندان نبوۃ و امامت کو ملاعین اس مقام پر لیکر پہنچے تو ان کو دن یہاں غروب ہو گیا۔ قافلہ والوں نے قیام کیا۔ مسجد حنانہ کی وجہ تسمیہ یہ بھی ثابت ہوئی یہ ایک

ملاعین نے سرہائے شہدا کربلا اس مسجد حنانہ میں رکھے جناب
سید الشہدا کا سر مبارک مسجد کے درمیانی قبہ میں آویزان کردیا تھا
اور دوسرے سرہائے شہدا اس مسجد میں جابجا آویزان کر دیئے گئے
مومن چار رکعت نماز ہدیہ سید الشہدا ادا کرتے ہیں۔ ملاعین کو نفرین کرتے
ہیں جناب علیؑ کا روضہ منورہ اس مسجد حنانہ کے بالکل قریب ہے
میرے خیال میں جب اہلبیت اکرام یہاں شب باش ہوئے
ہونگے۔ تو ضرور بالضرور اہلبیت اطہار یعنی معصومہ صاحب
عصمت جناب ثانی خاتون و ام کلثوم دختران امیر المومنین
علی المرتضیٰ صلوات اللہ و جناب بیمار کربلا زین العباد
و دیگر صاحب اطہار جناب کے روضہ منورہ یعنی قبر اطہر کو دیکھ کر
فرماتے ہونگے اور باآواز بلند گریہ کناں ہو کر ضرور بالضرور
کہتے ہونگے۔ یا امیر المومنین، یا امیر المومنین
دیکھو ہماری حالت پر

تمت تمام شد

شبیر حسین کربلائی مشہدی تاجر کتب چوک بازار ملتان شہر (پنجاب)

خاکسار غلام فرید الدین کاتب ملتانی

تحفہ مشہد مقدس

تعویذی عکسی لاکٹ قرآن شریف بلا مبالغہ آج سے پہلے ایسا تعویذ لاکھ روپیہ کو بھی ملنا مشکل تھا۔ یہ تحفہ مشہد مقدس کا طبع شدہ ہے ہم اپنے ساتھ لائے ہیں ایک انچ لمبا پون انچ چوڑا ہے وزن دو تین ماشہ سے زیادہ نہیں پورے تیس سپارے ہیں بچوں کے گلے میں پہننے اور آپس میں تحفہ دینے کیلئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ہدیہ اصل دو روپے رعایتی ہدیہ صرف ایک روپیہ

نماز شیعہ مترجم :- از تصنیف جناب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب کربلائی مطابق فتاوے جناب سرکار قبلہ مولانا سید علی حائری صاحب مجتہد اس میں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام، اصول دین فروع دین، نجاسات، غسل طہارت، تلقین میت، خطبہ جمعہ و عیدین وغیرہ وغیرہ درج کی گئی ہیں اس کے ہوتے تحفۃ العوام کی ضرورت نہیں ہوتی قیمت عہ

ملنے کا پتہ

شبیر حسین کربلائی مشہدی تاجر کتب ملتان شہر

جسے عاقبت کا امن چاہیئے، اسے کربلا کا کفن چاہیئے

کربلائے معلیٰ

کے کفن مہیا کرنے میں مومنین کو زیادتی مصارف کے
علاوہ جو دقت اور زحمت لاحق ہوتی تھی اسکو رفع
کرنے کیلئے زر کثیر خرچ کرکے کربلائے معلیٰ سے انواع
واقسام کے کفن ہم اپنے ساتھ لائے ہیں، محض حصولِ
عقبےٰ کو مدِنظر رکھ کر بلا کسی مزید منافعہ کے انکی حسب ذیل
قیمتیں مقرر کی ہیں۔ یہ کفن خاکِ پاک سے لکھے ہوئے
ہیں۔ اور ہم نے مقاماتِ مقدسہ میں تبرک کئے ہیں حدیث شریف
میں وارد ہے کہ ایسے تبرک کفن کا گھر میں رکھنا زیادتی عمر کا باعث
ہے کفن جس پر آیاتِ قرآنی لکھے ہوئے ہیں۔ ہدیہ خورد ۳
کلاں مردانہ وزنانہ سات روپے و دس روپے

المشتہر

شبیر حسین کربلائی تاجر کتب ملتان شہر